اہلِ سُنّت کے نزدیک

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف وتحقیق

عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ

ترجمہ

شیخ الحدیث حافظ محمد امین حفظہ اللہ

DARUSSALAM

دار السّلام

کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

4473

اہلِ سُنّت کے نزدیک
اہلِ بیت رضی اللہ عنہم
کا مقام و مرتبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ سُنّت کے نزدیک

اہلِ بیتؓ کا مقام و مرتبہ

تالیف وتحقیق

عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ

ترجمہ

شیخ الحدیث حافظ محمد امین حفظہ اللہ

دارالسلام
کتاب و سُنّت کی اِشاعت کا عالمی اِدارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیویارک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاھور
لندن • ھیوسٹن • نیویارک
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa
Website: www.dar-us-salam.com

❶ طریق مکہ - العلیا - الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945
❷ شارع الاربعین - الملز - الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221
❸ جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
❹ الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36- لوئر مال، سیکریٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092
فیکس: 7354072 **E-mail:** darussalampk@hotmail.com
❷ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
❸ اردو بازار گوجرانوالا فون: 741613-431-0092 فیکس: 741614

لندن فون: 5202666 208 0044 فیکس: 5217645 208

امریکہ ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431
❷ نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

انسانیت کا شروع سے ایک ہی دین رہا ہے' جسے اسلام کہتے ہیں۔ اسلامی شریعت کا کمال' اتمام اور جامعیت خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ذات کے حوالے سے اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ گئی۔ اس لحاظ سے عالم اسلام اور امت مسلمہ میں سب سے ممتاز حیثیت خود نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے۔ اسی نسبت سے آپ کی ازواج و اولاد اور بنو ہاشم کے تمام افراد اصطلاح انساب میں اہل بیت کہلاتے ہیں' جن کے ساتھ یہ امت اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتی ہے۔ اہل بیت کے مذکورہ تصور میں کسی قسم کی تفریق پیدا کرنا' کوئی شرعی امر نہیں بلکہ ایک سیاسی کھیل ہے جسے بغیر کسی شرعی استدلال کے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عرب بالعموم اور ائمہ دین بالخصوص انساب کی اہمیت سے بخوبی آشنا تھے' یہی باعث ہے کہ انہوں نے اس موضوع پر اعلیٰ درجے کی تحقیقی کتابیں لکھی ہیں جنہیں اہل علم اپنی تحقیق کے لیے بنیادی مراجع اور مصادر کا درجہ دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے بعد یہی وہ انساب کی مستند کتب ہیں جن کے ذریعے سے ہمیں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات' اولاد شریفہ اور خاندان بنو ہاشم کے قرابت داروں کی تفصیل ملتی ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مذکورہ اہل بیت کے شرف اور فضائل سے آگاہ اور ان کے مقام ومرتبہ کی پہچان رکھتے تھے۔ تاریخ میں کچھ افراد نے حقائق کے برعکس اور بغیر کسی تحقیقی استدلال کے اہل بیت کے مفہوم اور تعریف میں تحریف کی کوشش کی ہے۔ مقام شکر ہے کہ اہل سنت والجماعت اہل بیت کی تعریف' ان کے فضائل اور ان کے مقام ومرتبہ سے پوری طرح آگاہ ہے' ان میں سے کوئی بھی ان قدسی صفات شخصیات کے مقام ومرتبہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرق نہیں آنے دیتا اور اگر کوئی افراط وتفریط سے کام لے تو اسے اہل حق میں شمار نہیں کرتے۔

اہل بیت کی اسی مخصوص اور مشروع صورت حال کے بارے میں عالم عرب کے ایک ممتاز عالم عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ نے چند سال پیشتر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اس موضوع پر ایک مفصل اور جامع لیکچر دیا جو دس ضمنی عنوانات پر مشتمل تھا۔ عربی خواں دنیا میں اس علمی اور تحقیقی خطاب کو کتابی شکل میں پیش کیا گیا ہے مگر عالم اسلام کے دوسرے ممالک میں بالخصوص برصغیر اور وسط ایشیا کے اردو اور فارسی داں طبقے میں اس کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔

دارالسلام نے اسی علمی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کا اردو اور فارسی زبان میں ترجمہ کرایا ہے جو اب ان زبانوں کے قارئین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ میں اہم موضوع پر اس کتاب کے مترجمین، مرتبین اور منتظمین کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے علمی دیانتداری کے ساتھ اسے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے ذریعے سے اس موضوع پر موجود افراط وتفریط ختم ہوگی اور ان شاء اللہ العزیز وحدت بین المسلمین کی صورت پیدا ہوگی جو وقت کا اقتضا اور حکمت اسلامی کا مطالبہ ہے۔

فاضل مصنف نے اپنے لیکچر میں بڑی وضاحت سے اہل بیت کی تعریف کے مسئلے کو حل کیا ہے۔ ان کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی وضاحت کی ہے۔ قرآن وسنت میں سے اہل بیت کے فضائل کو پیش کیا ہے۔ صحابہ اور تابعین کی جماعت اہل بیت کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے، بہت وضاحت اور علمی استشہاد کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اہل علم نے اہل بیت کے مختلف طبقات کے بارے میں جو فضائل ومناقب لکھے ہیں، ان کا بخوبی احاطہ کیا گیا ہے۔ آخر میں اہل سنت اور دوسرے فرقوں کے درمیان اہل بیت کے موضوع پر جو آرا پائی جاتی ہیں، ان کا تقابلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ پیش کیا ہے۔ انتہائے آخر میں اہل بیت کے ساتھ غلط نسبت اختیار کرنے کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ اس مختصر کتاب کا موضوع اہم اور اسلوب ابہام سے پاک ہے۔ زبان بہت سادہ اور سلیس ہے۔ حوالہ جات میں ثقاہت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دارالسلام نے اسے اپنے طباعتی ذوق کے مطابق شائع کیا ہے۔ حق تعالیٰ اسے عامۃ المسلمین کے لیے مفید اور نافع بنائے۔ آمین یا رب العالمین

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر : دارالسلام لاہور- الریاض

محرم ١٤٢٤/ مارچ 2003ء

❀ ❀ ❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ سَلَكَ سَبِيلَهُ، وَاهْتَدَى بِهَدْيِهِ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ، أَمَّا بَعْدُ:

تعریف اللہ کی۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں' اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں' نیز ہم اپنے نفس کے شر اور اعمال کی خرابی سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ راہ ہدایت پر رکھے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا' البتہ جسے وہ گمراہ ہونے کے لیے چھوڑ دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔

میں علی الاعلان گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر خصوصی رحمتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔ نیز آپ اور آپ کے آل و اصحاب پر برکات نازل فرمائے اور اس خوش نصیبی میں ان سب لوگوں کو شریک فرمائے جو قیامت تک آپ کے پیروکار بنیں اور آپ کی سنت مطہرہ کو اختیار کریں۔

چونکہ صحابہ و تابعین کے نزدیک اہل بیت کا مقام و مرتبہ ایک اہم موضوع ہے اس لیے آج سے سولہ سال پہلے میں نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے لیکچر ہال میں اس موضوع پر ایک لیکچر دیا تھا۔ عام لوگوں کے استفادے کے لیے میں نے مناسب سمجھا کہ اسے کتابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکل دی جائے' چنانچہ میں نے اسے مرتب کیا اور اس کا نام ''اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام ومرتبہ'' رکھا' اس رسالہ میں دس فصلیں ہیں:

پہلی فصل : اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

دوسری فصل : اہل بیت کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا اجمالی عقیدہ

تیسری فصل : قرآنِ مجید میں اہل بیت کے فضائل

چوتھی فصل : سنت مطہرہ میں اہل بیت کے فضائل

پانچویں فصل : صحابہ اور تابعین کے نزدیک اہل بیت کا مقام ومرتبہ

چھٹی فصل : اہل علم کی اہل بیت صحابہ کے حق میں مدح سرائی

ساتویں فصل : اہل علم کی اہل بیت صحابیات کے حق میں مدح سرائی

آٹھویں فصل : اہل علم کی اہل بیت تابعین کے حق میں مدح سرائی

نویں فصل : اہل بیت کے بارے میں اہل سنت اور دیگر فرقوں کے عقیدے میں تقابل

دسویں فصل : اہل بیت کی طرف جھوٹی نسبت کی حرمت۔

مؤلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل

اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مراد آپ کے وہ رشتے دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ یعنی آپ کی ازواجِ مطہرات اور اولاد نیز جناب عبدالمطلب کی نسل میں سے ہر مسلمان مرد و عورت جنہیں بنو ہاشم کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں:

«وُلِدَ لِهَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ: شَيْبَةُ، وَهُوَ عَبْدُالْمُطَّلِبِ، وَفِيهِ الْعَمُودُ وَالشَّرَفُ، وَلَمْ يَبْقَ لِهَاشِمٍ عَقِبٌ إِلاَّ مِنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَطْ»(جمهرة انساب العرب، ص: ١٤)

''ہاشم بن عبدمناف کے گھر شیبہ پیدا ہوئے جنہیں عبدالمطلب کہا جانے لگا۔ ہاشم کے شرف و مرتبہ کے وہی وارث ہوئے اور ان کے علاوہ کسی اور بیٹے سے ہاشم کی نسل نہیں چلی۔''

اور جناب عبدالمطلب کی نسل کے بارے میں علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کی کتاب "جمهرة انساب العرب" کے صفحہ: 14` 15 ' ابن قدامہ رحمہ اللہ کی کتاب ''التبيين في انساب القرشيين'' صفحہ :76' علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ''منهاج السنه'' 304/7` 305 اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری: 78/7` 79 کا مطالعہ کیا جائے۔

اس بات کی دلیل کہ ''آپ کے چچاؤں کی نسل بھی اہل بیت میں داخل ہے۔'' صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جو حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست لے کر حاضر ہوئے کہ آپ ہمیں صدقہ کی وصولی پر مقرر فرما دیں تاکہ ہم اس کام کی تنخواہ سے اپنی شادی کا سامان کرسکیں۔ آپ نے ہمیں فرمایا:

«إِنَّ الصَّدَقَةَ لاَ تَـنْبَغِي لآلِ مُحَمَّدٍ، إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ»
(صحيح مسلم، الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ح: ١٠٧٢)

''آل محمد ﷺ کے لیے صدقہ کی آمدنی حلال نہیں' یہ تو لوگوں کی میل کچیل ہے۔''

پھر آپ نے خُمس کے مال سے ان کی شادی کرنے کا حکم دیا۔ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما جیسے بعض اہل علم نے صدقہ کی حرمت کے مسئلہ میں بنو ہاشم کے ساتھ بنو مطلب بن عبد مناف کو بھی شامل کیا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خُمس کے خُمس سے ان کو بھی حصہ دیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے' حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے: ''نبی کریم ﷺ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو خُمس سے حصہ دیا لیکن عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو کچھ نہ دیا۔ (حالانکہ ہاشم' مطلب' عبد شمس اور نوفل آپس میں بھائی ہیں) اور وجہ یہ بتائی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔''(1)

آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اہل بیت میں سے ہونے کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ وَٱذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿٣٤﴾﴾ (الأحزاب ٣٣/ ٣٣-٣٤)

(1) صحيح البخاری' فرض الخمس' باب ومن الدليل على ان الخمس للامام ...... حديث : 3140

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(اے نبی کی بیویو!) تم اپنے گھروں میں قرار (عزت ووقار) سے رہو اور دورِ جاہلیت کی طرح اظہارِ زینت نہ کرو بلکہ نماز قائم کرو' زکوۃ ادا کرو' اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے اہل بیت! اللہ گندی چیزوں کو تم سے دور رکھنا چاہتا ہے اور تمہیں اچھی طرح پاک صاف رکھنا چاہتا ہے' اس لیے تم گھروں میں رہ کر اللہ کی نازل کردہ آیات اور (رسول کی بیان کردہ) حکمت کو یاد کرتی رہو۔ بلاشبہ اللہ نہایت باریک بین اور انتہائی خبردار ہے۔''

یہ آیت مبارکہ قطعی طور پر دلالت کرتی ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں کیونکہ اس آیت سے ماقبل اور مابعد کی آیات میں انہی سے خطاب ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث کو اس کے منافی خیال نہ کیا جائے جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

«خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾﴾» (صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل أهل بيت النبي ﷺ، ح: ٢٤٢٤)

''نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف فرما ہوئے' آپ پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی منقش چادر تھی۔ اتنے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آ گئے' آپ نے ان کو چادر میں داخل فرما لیا' پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بھی ساتھ داخل ہو گئے' پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں تو آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرما لیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پہنچ گئے تو آپ نے انہیں بھی داخل فرما لیا۔ پھر فرمایا: ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم سے ہر بری چیز دور فرما کر تمہیں خوب پاک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف کردیں۔''

کیونکہ اس آیت میں صراحتاً خطاب تو ازواج مطہرات کو ہے لہٰذا وہ تو قطعاً داخل ہیں' البتہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی' سیدہ فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم بھی ان کے ساتھ اہل بیت میں داخل ہیں' اس حدیث میں ان چار حضرات کے ذکر کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے رشتہ دار اہل بیت میں داخل نہیں بلکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چاروں آپ کے گہرے رشتہ دار ہیں۔ اس کی ایک اور مثال آپ ملاحظہ کرنا چاہیں تو وہ یوں ہے:

﴿ لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ﴾ (التوبۃ۹/ ۱۰۸)

''وہ مسجد جس کی بنیاد ابتدا ہی سے تقویٰ اور خلوص پر رکھی گئی۔''

یہ فرمان الٰہی مسجد قبا کے بارے میں ہے۔ جبکہ صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے۔[1] گویا دونوں مسجدیں اس فرمان کا مصداق ہیں۔ کیونکہ دونوں کی بنیاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ مثال اپنے رسالہ میں ذکر فرمائی ہے۔[2] آپ کی ازواج مطہرات لفظ ''آل'' کے تحت داخل ہیں کیونکہ آپ کا فرمان ہے:

«إِنَّ الصَّدَقَةَ لاَ تَحِلُّ لآلِ مُحَمَّدٍ»(مسند أحمد: ۲/ ۲۷۹)

''صدقہ (وزکوٰۃ) آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال نہیں۔''

اس لیے ان کو خُمس سے حصہ دیا جاتا تھا۔ نیز مسند ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن ابی ملیکہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے:''حضرت خالد بن سعید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

---

[1] صحيح مسلم' الحج' باب بيان المسجد الذي أسس على التقوىٰ هو مسجد النبوي صلى الله عليه وسلم بالمدينة' حديث : 1398

[2] فضل أهل البيت وحقوقهم' ص : 20 - 21

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گھر صدقہ کی ایک گائے بھیج دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے واپس لوٹا یا اور فرمایا:

«إِنَّا آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ»(المصنف لابن أبي شيبة، باب لا تحل الصدقة على بني هاشم، ح:١٠٧٠٨)

''ہم آل محمد ﷺ کے لیے صدقہ حلال نہیں۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس مسلک کے قائلین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ لوگ کہتے کہ بیویاں بھی آل میں داخل ہوتی ہیں خصوصاً ازواج مطہرات آل محمد ﷺ میں داخل ہیں' کیونکہ زوجیت والا رشتہ بھی تو نسب جیسا ہے۔ ازواج مطہرات کا رشتہ نبی کریم ﷺ سے منقطع نہیں ہوا تبھی تو وہ آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی دوسرے مردوں پر حرام ہیں۔ وہ دنیا میں بھی آپ کی بیویاں ہیں اور آخرت میں بھی آپ کی بیویاں ہوں گی۔ لہٰذا ان کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ نسب کی طرح قائم و دائم ہے۔ آپ نے درود میں ان کو صراحتاً شامل فرمایا ہے' اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ صدقہ ازواج مطہرات پر بھی حرام ہے کیونکہ یہ لوگوں کی میل کچیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس اور آپ کی آل کو انسانوں کی اس میل کچیل سے بچا کر رکھا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ اگر ازواج مطہرات آپ کے مندرجہ ذیل فرامین میں داخل ہیں:

«اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا»(صحيح مسلم، الزكاة، باب في الكفاف والقناعة، ح:١٠٥٥ ومسند أحمد: ٢/ ٢٣٢)

''اے اللہ! آل محمد ﷺ کو صرف ضرورت کی حد تک رزق دے۔''

قربانی کرتے وقت آپ ﷺ فرماتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ»(المعجم الكبير للطبراني، ح:٣٠٥٩)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! یہ قربانی محمد اور آل محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

«مَا شَبِعَ آلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ»(صحيح البخاري، الأيمان والنذور، باب إذا حلف أن لا يأتدم فأكل تمرا ....، ح:٦٦٨٧ وصحيح مسلم، الزهد، باب الدنيا سجن للمومن ....، ح:٢٩٧٠)

''آل رسول اللہ ﷺ نے کبھی گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔''

اسی طرح ازواج مطہرات درود میں بھی داخل ہیں' تو کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کے اس فرمان میں داخل نہیں؟

«إِنَّ الصَّدَقَةَ لاَ تَحِلُّ لآلِ مُحَمَّدٍ»(مسند أحمد: ٢/٢٧٩)

''صدقہ آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔''

حالانکہ صدقہ لوگوں کی میل کچیل ہے۔ ازواج مطہرات کو تو اس سے بچانے اور دور رکھنے کی بہت ضرورت تھی۔ اگر کہا جائے کہ اگر صدقہ ازواجِ مطہرات پر حرام ہوتا تو ان کے غلاموں اور لونڈیوں پر بھی حرام ہونا چاہیے تھا جس طرح بنو ہاشم کے غلاموں اور لونڈیوں پر تھا' حالانکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقے کا گوشت بھیجا گیا اور انہوں نے کھایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع نہیں کیا' جبکہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔

درحقیقت اسی بات سے ان لوگوں کو اشتباہ ہوا جنہوں نے ازواج مطہرات کے لیے صدقے کا استعمال جائز کہا ہے۔ اس اشتباہ کا جواب یہ ہے کہ ازواج مطہرات پر صدقے کی حرمت ذاتی نہیں' بلکہ نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے ہے ورنہ آپ کے ساتھ نکاح سے پہلے ان پر صدقہ حرام نہیں تھا' اس لیے یہ حرمت ان کے غلاموں پر لاگو نہ ہوگی۔ جبکہ بنو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاشم پر صدقے کی حرمت ذاتی ہے اس لیے یہ ان کے غلاموں پر بھی لاگو ہو گی۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں' کیونکہ اہل بیت والی آیت سے ماقبل چند آیات اور بعد والی آیت میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے۔ لہٰذا ان کو اہل بیت سے نکالنا ممکن نہیں۔'' [1]

بنو ہاشم کے غلاموں پر صدقے کی حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے' جسے امام ابوداود' امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے یوں بیان فرمایا ہے:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلاً عَلَى الصَّدَقَةِ مِنْ بَنِي مَخْزُوم، فَقَالَ لأَبِي رَافِع: اِصْحَبْنِي فَإِنَّكَ تُصِيبُ مِنْهَا، قَالَ: حَتَّى آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ، فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَإِنَّا لاَ تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ»(سنن أبي داود، الزكاة، باب الصدقة على بني هاشم، ح:١٦٥٠ وجامع الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ ....، ح:٦٥٧)

''نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو بنو مخزوم کے صدقات جمع کرنے کے لیے مقرر فرمایا' وہ شخص حضرت ابورافع سے کہنے لگا: تم بھی میرے ساتھ چلو تمہیں بھی کچھ حصہ ملے گا' ابورافع کہنے لگے: میں پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ وہ آپ کے پاس آئے اور پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''کسی قوم کا غلام بھی انہیں میں سے شمار ہوتا ہے اور ہمارے لیے صدقہ جائز نہیں۔''

[1] جلاء الأفهام' ص: 113--114

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

اہل بیت کے بارے میں اہل سُنّت والجماعت کا اجمالی عقیدہ

تمام اعتقادی مسائل میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ افراط وتفریط سے پاک ہوتا ہے۔ نہ اس میں کوئی زیادتی ہوتی ہے نہ کمی۔ اہل بیت کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ صاف ستھرا ہے۔ وہ جناب عبدالمطلب کی نسل میں سے ہر مسلمان مرد وعورت سے محبت رکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ کی تمام ازواج مطہرات سے بھی عقیدت رکھتے ہیں۔ اہل سنت تمام اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔ سب کی تعریف کرتے ہیں اور ان کو اسی مرتبہ پر فائز کرتے ہیں جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہیں' ذاتی جذبات اور تحفظات کی طرف دھیان نہیں دیتے' بلکہ وہ اس شخص کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے نسب کی فضیلت کے ساتھ ساتھ ایمان کی فضیلت سے بھی بہرہ ور فرمایا ہے۔ پھر اس کے ساتھ اہل بیت میں سے جو شخص صحابیت کا شرف بھی رکھتا ہو اس سے وہ صحابی ہونے کی بنا پر مزید عقیدت رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نسب ایمان کے تابع ہے۔ اہل بیت میں سے جسے اللہ تعالیٰ نے دونوں شرف عطا فرمائے ہیں وہ دونوں لحاظ سے افضل ہے۔ لیکن جسے ایمان کی توفیق نہ ملی اسے نسب کی فضیلت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ﴾ (الحجرات۴۹/ ۱۳)

''تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ایک لمبی حدیث میں فرمایا ہے، جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا ہے:

«وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ»(صحيح مسلم، الذكر والدعا، باب فضل الإجتماع على تلاوة القرآن... ح:٢٦٩٩)

''جس شخص کے عمل سست ہوں اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔''

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ اس حدیث مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ درحقیقت عمل ہی انسان کے درجات آخرت میں بلند کرتا ہے۔''

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلِكُلٍّ دَرَجَٰتٌ مِّمَّا عَمِلُواْ ﴾ (الأنعام٦/ ١٣٢)

''ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق درجات ملیں گے۔''

جس شخص کے اعمال اسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند درجات تک پہنچانے سے قاصر ہوں اس کا نسب اسے ان درجات تک نہیں پہنچا سکے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جزا اعمال کے مطابق رکھی ہے نہ کہ نسب کے مطابق، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَإِذَا نُفِخَ فِي ٱلصُّورِ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿١٠١﴾ ﴾ (المؤمنون٢٣/ ١٠١)

''جب صور پھونکا جائے گا تو لوگوں میں نہ کوئی رشتہ باقی رہے گا نہ وہ ایک دوسرے سے کچھ مانگیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ نیک اعمال کی بدولت اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت حاصل کریں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ۞ وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ (آل عمران۳/ ۱۳۳ـ۱۳۴)

''اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھو جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے۔ وہ جنت ان نیک لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے، جو خوشحالی اور تنگی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے غصے کو پی جاتے ہیں۔'' نیز فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَٱلَّذِينَ هُم بِـَٔايَـٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾ وَٱلَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَٱلَّذِينَ يُؤْتُونَ مَآ ءَاتَوا۟ وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَٰجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُو۟لَـٰٓئِكَ يُسَـٰرِعُونَ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ وَهُمْ لَهَا سَـٰبِقُونَ ﴿٦١﴾﴾ (المؤمنون۲۳/ ۵۷ـ۶۱)

''بلاشبہ جو لوگ اپنے رب کے ڈر سے ہمیشہ سہمے رہتے ہیں اور اپنے رب کی آیات پر مضبوط ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب کریم کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے اور بہترین اعمال کرنے کے باوجود دل میں ڈرتے رہتے ہیں کہ آخر انہیں اپنے رب کے ہاں حاضر ہونا ہے یہ لوگ نیکیوں میں لگے رہتے ہیں اور سب سے آگے نکل جاتے ہیں۔''

پھر انہوں نے بہت سی ایسی آیات و احادیث نقل فرمائی ہیں جو نیک اعمال کی طرف ابھارتی ہیں۔ ان جملہ دلائل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت بھی تقویٰ اور نیک عمل ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر آخر میں انہوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی صحیحین میں مروی یہ حدیث ذکر فرمائی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي يعني فُلَانًا، لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ، وَإِنَّمَا وَلِيِّيَ اللهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ»(صحيح البخاري، الأدب، باب تبل الرحم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیلالها، ح: ٥٩٩٠ وصحيح مسلم، الإيمان، باب موالاة المؤمنين ومقاطعة غيرهم... ح: ٢١٥ واللفظ له)

''فلاں قبیلے کے لوگ میرے ساتھی نہیں۔ میرا ساتھی تو اللہ تعالیٰ ہے اور نیک مومن ہیں۔''

اس فرمان نبوی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی محبت بھی قریبی نسب و خاندان کی بنا پر حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایمان اور عمل صالح ہی کی بنا پر حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص ایمان و عمل میں کامل ہے وہ آپ کا زیادہ قریبی ہے خواہ اس کا نسب آپ سے ملتا ہو یا نہ ملتا ہو۔ آخر میں حافظ ابن رجب رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شاعر نے اسی مفہوم کو یوں بیان کیا ہے:

لَعَمْرُكَ مَا الإنْسَانُ إلاَّ بِدِينِهِ
فَلاَ تَتْرُكِ التَّقْوَى اتِّكَالاً عَلَى النَّسَبِ

لَقَدْ رَفَعَ الإسْلاَمُ سَلْمَانَ فَارِسٍ
وَقَدْ وَضَعَ الشِّرْكُ النَّسِيبَ أَبَا لَهَبٍ

''اللہ تعالیٰ تیری عمر دراز کرے انسان کا مرتبہ اس کے دین سے معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا تو نسب و خاندان پر اعتماد کرتے ہوئے نیکی و تقویٰ سے غافل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا درجہ بلند کر دیا مگر شرک کی بنا پر آپ کا ہم نسب ابولہب ذلیل ہو گیا۔''[1]

[1] جامع العلوم والحکم: 2/308-309-310

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

قرآن مجید میں اہل بیت کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدۡنَ ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيۡنَ أُمَتِّعۡكُنَّ وَأُسَرِّحۡكُنَّ سَرَاحٗا جَمِيلٗا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدۡنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلدَّارَ ٱلۡأٓخِرَةَ فَإِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلۡمُحۡسِنَٰتِ مِنكُنَّ أَجۡرًا عَظِيمٗا ﴿٢٩﴾ يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ مَن يَأۡتِ مِنكُنَّ بِفَٰحِشَةٖ مُّبَيِّنَةٖ يُضَٰعَفۡ لَهَا ٱلۡعَذَابُ ضِعۡفَيۡنِۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٗا ﴿٣٠﴾ ۞ وَمَن يَقۡنُتۡ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتَعۡمَلۡ صَٰلِحٗا نُّؤۡتِهَآ أَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ وَأَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقٗا كَرِيمٗا ﴿٣١﴾ يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَأَحَدٖ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِنِ ٱتَّقَيۡتُنَّۚ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِٱلۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ ٱلَّذِي فِي قَلۡبِهِۦ مَرَضٞ وَقُلۡنَ قَوۡلٗا مَّعۡرُوفٗا ﴿٣٢﴾ وَقَرۡنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ ٱلۡأُولَىٰۖ وَأَقِمۡنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعۡنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذۡهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجۡسَ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا ﴿٣٣﴾ وَٱذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنۡ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلۡحِكۡمَةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿٣٤﴾ ﴾

(الأحزاب ٣٣/ ٢٨-٣٤)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھے طریقے سے فارغ کر دوں۔ لیکن اگر تم' اللہ رسول اللہ اور اُخروی زندگی کی طالب ہو تو (پھر مجھ سے کسی دنیوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز کا مطالبہ نہ کرنا کیونکہ) اللہ نے تم جیسی پاکباز عورتوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو واضح گناہ کا ارتکاب کرے گی اسے دگنا عذاب دیا جائے گا۔ اور یہ بات اللہ کے لیے معمولی ہے۔ البتہ تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں بردار رہے گی اور نیک کام کرے گی ہم اسے ثواب بھی دگنا دیں گے' اور ہم نے اس کے لیے بہترین رزق تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم متقی ہو تو (نامحرم لوگوں سے باتیں کرتے وقت) نرم آواز سے بات نہ کرو ورنہ بیمار دل والا طمع کرنے لگے گا۔ البتہ بات اچھی کرو۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور گزشتہ جاہلیت کی طرح اظہار زینت نہ کرو۔ نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتے ہیں کہ تم سے ہر قسم کی نامناسب چیز دور کر دیں اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دیں اور جو قرآنی آیات اور حکمتیں تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں ان کی طرف دھیان رکھا کرو۔ بلاشبہ اللہ بہت باریک بین اور خبردار ہیں۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ ﴾ (الأحزاب ٣٣/ ٣٣)

اہل بیت کی فضیلت پر بخوبی دلالت کر رہا ہے۔ اور اہل بیت سے مراد آپ کے وہی رشتہ دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ ان میں آپ کی ازواج مطہرات اور اولاد خصوصی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔

نیز یہ آیات ازواجِ مطہرات کے کچھ دوسرے فضائل بھی ظاہر کرتی ہیں۔ مثلاً جب ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی زیب وزینت اور اللہ، رسول اور آخرت میں سے ایک کو پسند کرنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے بیک زبان اللہ، رسول اور آخرت کو پسند کیا۔ (اور پھر کبھی جناب رسول اللہ ﷺ سے دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگی) اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ازواج مطہرات کی فضیلت پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی بخوبی دلالت کرتا ہے:

﴿وَأَزْوَٰجُهُۥٓ أُمَّهَـٰتُهُمْ﴾ (الأحزاب۳۳/ ٦)

''نبی کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔'' اس آیت کی رُو سے انہیں تمام مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا ٱلْمَوَدَّةَ فِى ٱلْقُرْبَىٰ﴾ (الشوریٰ ٤٢/ ٢٣)

''اے نبی کہہ دیجیے! میں تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا علاوہ اس کے کہ تم رشتہ داری کا لحاظ رکھو۔''

سے اہل بیت مراد نہیں بلکہ اس سے قریش کے قبائل میں آپ کی رشتہ داری مراد ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

''حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ((إلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی)) کا مطلب پوچھا گیا۔ ان کے جواب دینے سے قبل حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا: ''اس سے حضرت محمد ﷺ کے اہل بیت مراد ہیں۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

«عَجِلْتَ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلاَّ كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ، فَقَالَ: إِلاَّ أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ»(صحيح البخاري، التفسير، باب قوله 'إلا المودة في القربى ح:٤٨١٨)

''تم نے جلد بازی سے کام لیا' اس آیت کا مطلب یہ نہیں' اصل بات یہ ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا جس سے آپ کی رشتہ داری نہ ہو۔ مقصود یہ ہے کہ تم (ایمان نہیں لاتے تو کم از کم) اس رشتہ داری کا تو لحاظ رکھو جو میرے تمہارے درمیان ہے۔"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یعنی اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین مکہ سے کہہ دیجیے کہ میں اس تبلیغ اور نصیحت کے صلے میں تم سے مال کا طلب گار نہیں' میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم کم از کم مجھے تکلیف نہ دو اور مجھے تبلیغ رسالت کا کام کھلے بندوں کرنے دو۔ اگر تم میری مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم باہمی رشتہ داری کا لحاظ رکھتے ہوئے مجھے تکلیف نہ دو۔"

بعض گمراہ لوگوں نے اس آیت کا جو یہ مطلب بیان کیا ہے کہ "تم فاطمہ' علی اور حسنین رضی اللہ عنہم سے محبت رکھو۔" یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی تو مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد ہوئی۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس آیت مبارکہ کا نزول مدینہ منورہ میں ماننا علمی طور پر بعید از عقل ہے' کیونکہ یہ آیت قطعاً مکی ہے۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد کا تصور تک نہیں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی جنگ بدر کے بعد ۲ ہجری میں ہوئی۔ اس آیت کی صحیح تفسیر وہی ہے جو ترجمانِ قرآن اور امت کے نابغہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

سنت مطہرہ میں اہل بیت کے فضائل

صحیح مسلم میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا:

«إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ اصْطَفٰی كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَاصْطَفٰی قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ»(صحيح مسلم، الفضائل، باب فضل نسب النبي ﷺ ...، ح:٢٢٧٦)

"اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنو کنانہ کو منتخب فرمایا' پھر بنو کنانہ سے قریش کو چنا' پھر قریش سے بنو ہاشم کو ممتاز فرمایا اور بنو ہاشم میں سے مجھے پسند فرمایا۔"

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

«خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ ﴾» (صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل أهل بيت النبي ﷺ، ح:٢٤٢٤)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف فرما ہوئے۔ آپ پر کالے بالوں سے بنی ہوئی ایک منقش چادر تھی۔ اتنے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آ گئے۔ آپ نے ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چادر میں داخل فرما لیا' کچھ دیر بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی رونق افروز ہو گئے تو وہ بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل ہو گئے۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی پہنچ گئیں آپ نے ان کو بھی داخل فرما لیا۔ آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے' آپ نے انہیں بھی داخل فرما لیا' پھر فرمایا: اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم سے پلید چیزوں کو دور کر دیں اور تمہیں خوب پاک صاف کر دیں۔''

صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے کہ جب یہ آیت اتری:

﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ﴾ دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي»(صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح:٢٤٠٤)

''(اے نبی کریم!) فرما دیجیے۔ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ......'' تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی' سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یزید بن حیّان سے باسند بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں:

''میں' حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' جب ہم ان کے حضور بیٹھے تو حصین کہنے لگے: جناب زید! آپ کو بہت فضیلت حاصل ہے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے' آپ کی باتوں کو سنا ہے' آپ کے ساتھ جنگی سفر کیے ہیں' آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ غرض! آپ کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے ہیں تو جناب محترم! ہمیں چند باتیں بیان فرمائیں جو آپ نے جناب رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہوں۔'' وہ فرمانے لگے'' بھتیجے! بخدا! میری عمر بڑی ہوگئی ہے۔ آپ سے ملاقات کو عرصہ دراز ہوگیا ہے۔ ہوسکتا ہے آپ ﷺ سے سنی ہوئی بعض باتیں بھول بھی گئی ہوں۔ لہٰذا میں جو کچھ تمہیں بیان کروں اسے ہاتھوں ہاتھ لینا اور جو بیان نہ کرسکوں اس میں مجھے معذور سمجھنا۔'' پھر فرمانے لگے''ایک دن جنابِ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان غدیر خم کے مقام پر خطاب فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کچھ وعظ ونصیحت فرمائی۔ پھر فرمایا:

«أَمَّا بَعْدُ! أَلاَ أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي»(صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل علي رضي الله عنه، ح:٢٤٠٨)

''اے لوگو! میں ایک انسان ہوں' بہت ممکن ہے کہ میرے رب تعالیٰ کی طرف سے بلانے والا میرے پاس آجائے اور میں لبیک کہہ دوں۔ میں تم میں دو اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔''
پھر آپ نے لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف رغبت دلائی۔ پھر آپ نے فرمایا:
''دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واسطہ دیتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے گھر والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔'' حصین نے ان سے پوچھا: ''جناب زید! نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہل بیت سے نہیں؟ وہ کہنے لگے'' آپ کی بیویاں آپ کے اہل بیت تو ہیں مگر اصل اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔'' حصین نے کہا: ''وہ کون ہیں؟'' فرمانے لگے'' آل علی' آل عقیل' آل جعفر اور آل عباس ہیں۔'' حصین نے پوچھا: ''ان سب پر صدقہ حرام ہے؟'' فرمانے لگے۔'' ہاں۔''

ایک روایت میں یوں ہے:

''ہم نے کہا نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں؟'' فرمانے لگے۔ ''نہیں۔ اللہ کی قسم! عورت تو خاوند کے پاس کتنی دیر بھی رہے۔ جب وہ اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے والد کے ہاں چلی جاتی ہے۔ اہل بیت تو آپ کا خاندان ہے یعنی وہ رشتہ دار جن پر صدقہ حرام ہے۔''

یہاں چند باتوں پر تنبیہ ضروری ہے۔ (۱) چادر اور مباہلہ والی روایات میں حضرت علی' سیدہ فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کا ذکر اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ صرف وہی اہل بیت ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب تو صرف اتنا ہے کہ یہ حضرات آپ کے خصوصی اہل بیت میں شامل ہیں اور وہ بھی اس اعزاز کے بدرجہ اولیٰ مستحق ہیں۔ یہ بات پیچھے بھی بیان ہو چکی ہے۔

(۲) حضرت زید رضی اللہ عنہ کا آل علی' آل عقیل' آل جعفر اور آل عباس کو خصوصاً ذکر کرنا اس بات کا متقاضی نہیں کہ صرف انہیں پر صدقہ حرام ہے۔ بلکہ صدقہ تو جناب عبدالمطلب کی نسل میں سے ہر مسلمان مرد و عورت پر حرام ہے' جیسا کہ پیچھے صحیح مسلم میں حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر ہو چکی ہے' جس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صراحت ہے کہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا خاندان بھی اس حکم میں داخل ہے۔

(۳) قبل ازیں کتاب وسنت سے دلائل ذکر ہو چکے ہیں کہ آپ کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں اور ان پر بھی صدقہ حرام ہے۔ حضرت زید سے منقول پہلی روایت میں بھی ازواج مطہرات کا اہل بیت سے ہونا تسلیم کیا گیا ہے اور یہی روایت معتبر ہے' کیونکہ یہ قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ باقی رہی دوسری روایت جس میں اس بات کی نفی ہے' وہ غیر معتبر ہے اور اس میں جو دلیل ذکر کی گئی ہے وہ عام بیویوں کے بارے میں تو درست ہے مگر آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں صحیح نہیں' کیونکہ آپ کی ازواج مطہرات کا آپ سے تعلق نسبی تعلق جیسا ہے وہ بھی ختم نہیں ہو سکتا' بلکہ وہ دنیا میں بھی آپ کی بیویاں تھیں اور آخرت میں بھی آپ کی بیویاں ہوں گی۔ جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ سے اس کی وضاحت ذکر ہو چکی ہے۔

(٤) اہل سنت والجماعت ہی وہ سعادت مند لوگ ہیں جنہوں نے اہل بیت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں مذکور وصیت کو کما حقہ تسلیم کیا ہے' کیونکہ وہ سب اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں ان سب سے عقیدت رکھتے ہیں اور انہیں ان کے صحیح مراتب پر فائز کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے مخالفین (روافض) کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے: ''روافض تو اہل وصیت سے بہت زیادہ دور ہیں' وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی نسل کے دشمن ہیں۔ بلکہ وہ اکثر اہل بیت کے خلاف ہیں اور ان کے خلاف کافروں تک کی مدد کرتے رہے ہیں۔''[1]

شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''سلسلة الاحاديث الصحيحة'' میں ایک حدیث بیان کی ہے:

«كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلاَّ سَبَبِي وَنَسَبِي»

[1] مجموعة الفتاوىٰ لابن تيميه : 419/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(المعجم الكبير للطبراني، ح: ٢٦٣٣-٢٦٣٥ وسلسلة الأحاديث الصحيحة، ح: ٢٠٣٦)

''قیامت کے دن ہر واسطہ اور نسبی تعلق ختم ہو جائے گا البتہ میرا واسطہ اور نسبی تعلق قائم رہے گا۔''

اور اسے ان حضرات ابن عباس' عمر' ابن عمر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کیا ہے۔ نیز اس حدیث کی تخریج کے بعد یوں تبصرہ فرمایا ہے: ''مختصر بات یہ ہے کہ یہ حدیث کثرتِ اسانید کی بنا پر صحیح ہے۔'' واللہ اعلم.

بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ اسی حدیث کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما' جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی لخت جگر تھیں' سے نکاح کی رغبت پیدا ہوئی۔ رضي الله عنهم اجمعين.

امام احمد رحمہ اللہ نے روایت بیان فرمائی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں درود پڑھا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»(مسند أحمد: ٥/ ٣٧٤)

''اے اللہ! (حضرت) محمد' آپ کے اہل بیت' آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر خصوصی رحمت نازل فرما' جیسی کہ تو نے آل ابراہیم پر نازل فرمائی' بلاشبہ تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ نیز محمد' آپ کے اہل بیت' آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما' جیسی تو نے آل ابراہیم پر نازل فرمائی' بلاشبہ تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے فرماتے ہیں: ''میرے والد محترم بھی ایسے ہی درود پڑھا کرتے تھے۔'' اس حدیث کے تمام راوی (سوائے صحابی کے) صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس روایت کو امام احمد اور امام طحاوی رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔''①

درود میں ازواج مطہرات اور اولاد کا ذکر تو صحیحین میں بھی حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اہل بیت ازواج مطہرات اور اولاد میں محدود ہیں۔ بلکہ اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قطعاً اہل بیت ہیں۔ باقی رہا اس حدیث میں ازواج و ذریت کا اہل بیت پر عطف تو یہ عام پر خاص کا عطف ہے۔ جو کلام میں عموماً پایا جاتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت' ازواج اور ذریت والی حدیث ذکر فرمانے کے بعد فرمایا ہے: ''ویسے اس حدیث کی سند میں بحث کی گنجائش ہے۔''

آپ نے اس حدیث میں ازواج' ذریت اور اہل بیت کو اکٹھا ذکر کر کے یہ صراحت فرما دی کہ ان کا اہل بیت سے ہونا قطعی ہے اور وہ اہل بیت سے خارج نہیں' بلکہ وہ اس فضیلت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ باقی رہا ان کا اہل بیت پر عطف تو یہ ان کی فضیلت و شرف کا خصوصی اظہار ہے کیونکہ یہ کلام کا بلیغ انداز ہے کہ ایک نوع کے چند افراد کا خصوصی ذکر بھی کر دیا ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ افراد اس نوع میں بدرجہ اتم داخل ہیں۔ خاص کا عام پر عطف یا عام کا خاص پر عطف مشہور طریقہ ہے۔②

① صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم' ص : 165

② جلاء الأفهام' ص : 116

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الصَّدَقَةَ لاَ تَنْبَغِي لآلِ مُحَمَّدٍ، إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ»
(صحيح مسلم، الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ح: ١٠٧٢)

''صدقہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مناسب نہیں یہ تو لوگوں کی میل کچیل ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل

صحابہ اور تابعین کے نزدیک اہل بیت کا مقام و مرتبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي»(صحيح البخاري، فضائل اصحاب البني ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ....، ح: ٣٧١٢)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے حسن سلوک میرے نزدیک اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے زیادہ محبوب ہے۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے:

«أُرْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ»(صحيح البخاري، فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ....، ح: ٣٧١٣)

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بارے میں آپ کا لحاظ رکھو۔''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ''آپ لوگوں سے خطاب فرما رہے ہیں اور انہیں نصیحت فرما رہے ہیں۔ مراقبہ کا معنی ہے کہ کسی چیز کا خیال رکھنا۔ پابندی کرنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ کے اہل بیت کا احترام کرو انہیں تکلیف نہ دو اور ان سے بدسلوکی نہ کرو۔''

صحیح بخاری میں حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«صَلَّى أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ، وَقَالَ: بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ»(صحيح البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٤٢)

''ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی' پھر پیدل چل پڑے۔ راستے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو ان کو اپنے کندھوں پر بٹھا لیا اور فرمانے لگے: ''میرا باپ قربان! یہ نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں' حضرت علی یہ سنتے ہوئے ہنس رہے تھے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ''بِأَبِی'' سے مراد یہ ہے کہ میرا باپ اس پر فدا ہو جائے۔ اس حدیث سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے' نیز اہل بیت سے آپ کی شدید محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما: امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یوں بیان فرماتے ہیں:

«أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: اَللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا ﷺ فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ» (صحيح البخاري، الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الإستسقاء إذا قحطوا، ح:١٠١٠، ٣٧١٠)

''جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کرواتے اور کہتے: ''اے اللہ! ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے سے بارش کی دعا کروایا کرتے تھے' تو تو ہم پر بارش برسا دیا کرتا تھا۔ اب ہم نبی کریم ﷺ کے چچا کو واسطہ بنا رہے ہیں' ہم پر بارش برسا۔ راوی حدیث بیان فرماتے ہیں اور پھر واقعتاً بارش ہو جایا کرتی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنانا دراصل ان سے دعا کروانا ہے۔ جیسا کہ دوسری روایات میں صراحتاً ذکر ہے' جنہیں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں کتاب الاستسقاء میں اس حدیث کی شرح کے دوران میں لکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دعا کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمانا رسول اللہ ﷺ سے ان کی رشتے داری کی وجہ سے تھا۔ تبھی تو دعا میں ان کا نام لینے کی بجائے ''نبی کریم کا چچا'' کہا۔ اور یہ بات کسے معلوم نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بہر صورت افضل تھے' مگر اس کے باوجود ان سے دعا نہیں کروائی' کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رشتہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب تھے اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ اگر جناب رسول اللہ ﷺ کی وراثت تقسیم ہوتی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقدم ہوتے' کیونکہ آپ کا فرمان ہے:

«اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ»

(صحيح البخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه، ح: ٦٧٣٢ وصحيح مسلم، الفرائض، باب الحقوا الفرائض بأهلها . . .، ح: ١٦١٥)

''وراثت سب سے پہلے ان لوگوں کو دو جن کے حصے مقرر ہیں۔ جو بچ جائے وہ قریب ترین مرد کو دے دو۔''

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ»(صحيح مسلم، الزكاة، باب في تقديم الزكاة ومنعها، ح: ٩٨٣ ومسند أحمد: ٢/ ٣٢٣، واللفظ له)

''تمہیں معلوم نہیں کہ چچا باپ کے مرتبے میں ہوتا ہے۔''

تفسیر ابن کثیر میں سورۂ شوریٰ کی آیات کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«وَاللهِ لِإِسْلاَمُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلاَمِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ، لأَنَّ إِسْلاَمَكَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ إِسْلاَمِ الْخَطَّابِ»(تفسير ابن كثير، سورة الشورى، آيت: ٢٣ وطبقات ابن سعد: ٤/ ٢٢-٢٣)

''اللہ کی قسم! آپ کے اسلام لانے سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر میرے والد خطاب مسلمان ہو جاتے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے مسلمان ہونے کی سب سے بڑھ کر خوشی ہوئی تھی۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب میں مذکور ہے:

«إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا وَضَعَ دِيوَانَ الْعَطَاءِ كَتَبَ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ أَنْسَابِهِمْ، فَبَدَأَ بِأَقْرَبِهِمْ نَسَبًا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا انْقَضَتِ الْعَرَبُ ذَكَرَ الْعَجَمَ، هٰكَذَا كَانَ الدِّيوَانُ عَلٰى عَهْدِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، وَسَائِرِ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَوَلَدِ الْعَبَّاسِ إِلٰى أَنْ تَغَيَّرَ الأَمْرُ بَعْدَ ذٰلِكَ»(اقتضاء الصراط المستقيم مخالفة أصحاب الجحيم: ١٩٤)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب وظائف کا رجسٹر تیار کیا تو لوگوں کے نام ان کے نسب کے لحاظ سے لکھے۔ سب سے پہلے ان حضرات کے نام لکھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ داری رکھتے تھے۔ جب عربوں کے نام لکھے جا چکے تو پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجمیوں کے نام لکھے۔ خلفائے راشدین حتی کہ خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس کے دور میں بھی یہی ترتیب برقرار رہی حتی کہ یہ نظام ہی تلپٹ ہو گیا۔''

نیز فرماتے ہیں:

«وَانْظُرْ إِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ حِینَ وَضَعَ الدِّیوَانَ، وَقَالُوا لَهُ: یَبْدَأُ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ بِنَفْسِهِ، فَقَالَ: لَا! وَلٰکِنْ ضَعُوا عُمَرَ حَیْثُ وَضَعَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی، فَبَدَأَ بِأَهْلِ بَیْتِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ مَنْ یَلِیهِمْ، حَتّٰی جَاءَتْ نَوْبَتُهُ فِي بَنِي عَدِيٍّ، وَهُمْ مُتَأَخِّرُونَ عَنْ أَکْثَرِ بُطُونِ قُرَیْشٍ» (اقتضاء الصراط المستقیم مخالفة أصحاب الجحیم: ۱۹۸)

''ذرا دیکھو کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف کا رجسٹر تیار کیا تو لوگوں نے گزارش کی۔ ''امیر المومنین! سب سے پہلے آپ اپنا نام لکھیں۔ فرمانے لگے ''نہیں۔ عمر کو وہیں رہنے دو جہاں اسے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ پھر سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے نام لکھے۔ پھر ان قبائل کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ سے قریب تھے۔ قریش کے اکثر قبائل لکھے جانے کے بعد آپ کے قبیلے بنو عدی کا نمبر آیا تو آپ نے اپنا نام ان میں لکھا۔'' رضي الله عنه وارضاه.

فضائل اہل بیت میں یہ حدیث گزر چکی ہے:

«کُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي» (المعجم الکبیر للطبراني، ح: ۲۶۳۳_۲۶۳۵ وسلسلة الأحادیث الصحیحة، ح: ۲۰۳۶)

''قیامت کے دن ہر تعلق اور رشتہ ٹوٹ جائے گا سوائے میرے رشتے اور تعلق کے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا کہ وہ حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے نکاح کا پیغام بھیجیں۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے تمام طرق ذکر کیے ہیں۔ ①

یہ بات کسے معلوم نہیں کہ چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سسرالی رشتہ کا شرف حاصل تھا۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹیوں' حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کو آپ کی ازواج مطہرات میں سے ہونے کا شرف حاصل تھا' تو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو آپ کے داماد ہونے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو دہرے داماد تھے کہ پہلے ان کی شادی آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور ان کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کا شرف حاصل ہوا۔ اسی بنا پر ان کو ذوالنورین کا لقب حاصل ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کی چھوٹی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا شرف حاصل ہوا۔

حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حالات کے تحت لکھا ہے: ''اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کبھی حضرت عمر یا عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرتے تو حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اپنی سواری سے اتر پڑتے اور جب تک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کافی دور نہ چلے جاتے وہ اپنی سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے۔ یہ کیفیت تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے احترام کی۔'' ②

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ: طبقات ابن سعد میں باسند ذکر ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فاطمہ بنت علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہا سے کہا: ''جناب علی رضی اللہ عنہ

① سلسلة الاحاديث الصحيحه' ص : 2036
② سير أعلام النبلاء : 93/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بیٹی! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی خاندان تم سے بڑھ کر مجھے پیارا نہیں۔ بلکہ تم مجھے میرے اپنے خاندان سے بھی بڑھ کر محبوب ہو۔''[1]

حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ: علامہ مزی کی ''تہذیب الکمال'' میں حضرت علی بن حسین (زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) کے حالات میں لکھا ہے: حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''دنیائے حدیث میں صحیح ترین سند زھری عن علی بن حسین عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ ہے۔''[2]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ: حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ''عقیدہ واسطیہ'' میں فرماتے ہیں: ''اہل سنت والجماعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے حقیقی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کی پابندی کرتے ہیں، جو آپ نے ''غدیر خم'' کے مقام پر فرمائی تھی:

''اے لوگو! میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔''

نیز جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض قریشیوں کی بنو ہاشم کے ساتھ بدسلوکی اور بیزاری کی شکایت کی تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحِبُّوكُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِي»

''قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ لوگ اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور میری قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے تم سے سچی محبت نہ رکھیں۔''

نیز فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اصْطَفٰى مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

---

[1] طبقات ابن سعد: 5/333-334

[2] تہذیب التہذیب: 7/269

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالسَّلَامُ كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ»(صحيح مسلم، الفضائل، باب فضل نسب النبي ﷺ...، ح:٢٢٧٦)

''اللہ تعالیٰ نے بنو اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا' کنانہ میں سے قریش کو' قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔''

اہل سنت و الجماعت امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے بھی گہری محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ ان کا ایمان ہے کہ وہ آخرت میں بھی آپ کی بیویاں ہوں گی۔ خصوصاً حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو کہ آپ کی اکثر اولاد کی ماں ہیں اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں اور آپ کو بھرپور سہارا مہیا کیا۔ آپ کے نزدیک ان کو بلند مقام حاصل تھا۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ» (صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضل عائشة رضي الله عنها، ح:٣٧٧٠)

''حضرت عائشہ کو دوسری عورتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو دوسرے کھانوں پر ہے۔''

اہل سنت والجماعت رافضیوں کے طریقوں سے براءت کا اظہار کرتے ہیں' جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں' بلکہ ان کے بارے میں بدزبانی بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح اہل سنت ناصبیوں سے بھی بری ہیں جو اپنے قول و فعل سے اہل بیت کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔[1]

---

[1] شرح العقيدة الواسطية : 148-152

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''وصیۃ کبریٰ'' کے تحت فرماتے ہیں:

''اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے ہم پر بہت سے حقوق ہیں' جن کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خُمس اور فے میں ان کا حق رکھا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ ان کیلئے خصوصی رحمت کی دعا کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہا کرو:

«اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»(صحيح البخاري، الدعوات، باب الصلاة على النبي ﷺ، ح:٦٣٥٧)

''اے اللہ! حضرت محمد اور ان کی آل پر خصوصی رحمت فرما' جیسے تو نے حضرت ابراہیم کی آل پر نازل فرمائی۔ بلاشبہ تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! حضرت محمد اور ان کی آل پر خصوصی برکت نازل فرما' جیسے تو نے حضرت ابراہیم کی آل پر نازل فرمائی۔ بلاشبہ تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

آل محمد ﷺ سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ امام شافعی' امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اور بہت سے دوسرے علماء نے یہی فرمایا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ»(مسند أحمد: ٢/ ٢٧٩)

''صدقہ آل محمد کے لیے حرام ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں فرمایا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ ﴾ (الأحزاب۳۳/ ۳۳)

''بلا شبہ اللہ چاہتا ہے کہ اہل بیت سے گندگی دور کر کے انہیں صاف ستھرا کر دے۔'' چونکہ صدقہ لوگوں کی میل کچیل ہے لہٰذا یہ ان پر حرام ہے۔ (۱)

ایک اور جگہ پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت اور عقیدت واجب ہے اور ان کے حق کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔'' (۲)

امام ابن قیم رحمہ اللہ: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے تاویل فاسد کو قبول کرنے کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: ''تیسرا سبب یہ ہے کہ تاویل کرنے والا اپنی تاویل کی نسبت کسی عظیم الشان، مشہور اور عقل مند کی طرف کرے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے کسی عظیم شخصیت کی طرف منسوب کرے یا کسی ایسے امام کا حوالہ دے جسے امت مسلمہ میں اہم مرتبہ حاصل ہو۔ اس طریقے سے وہ اپنی بات کو جہلاء کے ہاں قابل قبول بنا دیتا ہے کیونکہ لوگ عظیم الشان شخصیت کی بات کو بہت اہمیت دیتے ہیں حتیٰ کہ اس کی بات کو اللہ اور رسول کی بات پر بھی ترجیح دے دیتے ہیں اور یہ کہہ کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ یہ ائمہ اور اہل علم ہم سے زیادہ دین کو سمجھتے ہیں۔

اسی طریقے سے روافض، باطنیہ، اسماعیلی اور نصیری فرقوں نے اپنے باطل خیالات اور تاویلات کو رائج کرنے کے لیے ان کی نسبت اہل بیت ائمہ کی طرف کر کے اپنا مقصد حاصل کیا، کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ تمام مسلمان اہل بیت کی محبت و تعظیم پر متفق ہیں۔

---

(۱) مجموعة الفتاویٰ لابن تیمیه : 3/407-408

(۲) مجموعة الفتاویٰ لابن تیمیة : 28/491

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے ان گمراہ فرقوں نے اپنی نسبت ان کی طرف کر دی اور ان کی جھوٹی محبت اور احترام کا مظاہرہ کر کے سامعین کو اس دھوکہ میں مبتلا کر دیا کہ یہ لوگ اہل بیت کے بڑے عاشق ہیں۔ اس حیلے سے انہوں نے اپنے باطل نظریات لوگوں میں جاری و ساری کر دیے۔

اللہ کی قسم! کتنے ہی زندیق' ملحد اور بدعتی اس طریقے سے لوگوں کو گمراہ کر گئے' حالانکہ ان کا اہل بیت سے کوئی تعلق نہیں۔

اگر تم اس بات پر غور کرو گے تو حقیقت یہی معلوم ہو گی کہ اکثر اہل نظریات کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی سوائے حسن ظن کے' انبیاء علیہم السلام کے مخالفین کی بھی یہی حجت ہوتی تھی کہ یہ ہمارے آباء و اجداد اور اسلاف کی مصدقہ باتیں ہیں۔ اسی طرح ہر مقلد' حق کی مخالفت میں یہی رویہ اختیار کرتا ہے۔ یہ کفار کی وراثت ہے جو قیامت تک حق کے مخالفین اختیار کرتے رہیں گے۔ (1)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ سورۂ شوریٰ کی آیت ﴿ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "قربی" سے مراد قریش کے قبائل سے آپ کی رشتہ داری ہے' جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس کے بعد مزید وضاحت کرتے ہوئے اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ہم انکار نہیں کرتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی ہے اور ان کی عزت و احترام کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ روئے ارض پر سب سے معظم خاندان کی پاک نسل ہیں۔ فخر اور حسب و نسب میں ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا' خصوصاً جبکہ وہ متبع سنت ہوں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

(1) مختصر الصواعق المرسلة : 1 / 90

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشن اور واضح شریعت کے پیروکار ہوں، جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت اور ان کی نسل۔" رضی اللہ عنهم اجمعين.

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اہل بیت کے شان و مرتبہ اور تعظیم کے بارے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے:

"ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اس کا عقیدہ شیخین رضی اللہ عنہما جیسا ہو، کیونکہ وہ انبیاء اور مرسلین کے بعد افضل ترین مومن تھے۔ اللہ ان سے اور سب صحابہ سے راضی ہو۔" ①

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک حدیث کے بارے میں، جس کی سند یوں ہے:

«علي بن حسين عن حسين بن علي عن علي بن أبي طالب رضي الله عنهم»(فتح الباري: ٣/ ١٥)

فرمایا: "باپ دادا کی روایت بیان کرنے والوں میں یہ سند صحیح ترین اور سب سے بلند مرتبہ ہے۔"

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ: شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی اولاد چھ بیٹے اور ایک بیٹی تھی، جن کے نام یہ ہیں: عبداللہ، علی، حسن، حسین، ابراہیم، عبدالعزیز، اور فاطمہ۔ یہ سب نام، سوائے عبدالعزیز کے اہل بیت کے نام ہیں۔ عبداللہ اور ابراہیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے۔ باقی علی، فاطمہ، حسن اور حسین آپ کے داماد، بیٹی اور نواسوں کے نام ہیں...... رضي الله عنهم

① تفسیر ابن کثیر 143/4، 144، سورۃ الشوری آیت : 23

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبدالوہاب کا اپنے بچوں کے لیے ان ناموں کا انتخاب کرنا ان کی اہل بیت سے محبت اور عقیدت کا مظہر ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ یہ نام ان کے پوتوں اور نواسوں میں بار بار آتے ہیں۔

اس بات کو ختم کرنے سے پہلے میں یہ بتا دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بحمد اللہ کئی بیٹے بیٹیاں عطا فرمائے ہیں' میں نے ان کے نام علی' حسن' حسین' فاطمہ اور سات امہات المومنین کے اسمائے گرامی پر رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے میرے دل میں جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام اور اہل بیت کی محبت بھر دی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نعمت کو قائم و دائم رکھے اور میرے دل اور زبان کو ان میں سے کسی کے بارے میں بھی کینہ اور بدزبانی سے محفوظ رکھے۔

﴿ رَبَّنَا ٱغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلْإِيمَٰنِ وَلَا تَجْعَلْ فِى قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾ ﴾

(الحشر ۵۹/ ۱۰)

''اے ہمارے رب! ہمیں بھی معاف فرما اور ہمارے ان مومن بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں کسی مومن کے بارے میں بغض اور کینہ نہ رکھنا' اے ہمارے رب! تو بہت شفیق اور مہربان ہے۔''

❀ ❀ ❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی فصل

اہل بیت صحابہ کے بارے میں اہل علم کی ثنا خوانی

نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ: علامہ ذہبی ان کی بابت فرماتے ہیں:

«كَانَ مِنْ أَطْوَلِ الرِّجَالِ، وَأَحْسَنِهِمْ صُورَةً، وَأَبْهَاهُمْ، وَأَجْهَرِهِمْ صَوتًا، مَعَ الْحِلْمِ الْوَافِرِ وَالسُّؤْدَدِ»(سير اعلام النبلاء: ٢/ ٧٩، ٨٠)

''آپ بلند ترین قد کاٹھ' انتہائی حسین شکل وصورت' پر رونق چہرہ اور انتہائی بلند آواز والے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وافر عقل، تحمل و بردباری اور سیادت کا مُرقّع تھے۔''

حضرت زبیر بن بکار فرماتے ہیں:

''حضرت عباس رضی اللہ عنہ بنو ہاشم کے ننگوں کے لیے لباس' بھوکوں کے لیے بھرپور کھانا اور جاہلوں کے لیے علم و حکمت مہیا کرنے والے تھے۔ پڑوسی کی حفاظت کرتے تھے' دوسرے کے لیے بے دریغ مال خرچ کرتے تھے اور ناگہانی آفات سے بچاؤ کے لیے ہر قسم کا تعاون فرماتے تھے۔''[1]

نبی ﷺ کے ایک اور چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ: حافظ ابن عبدالبر نے لکھا ہے:

''حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے محترم چچا تھے۔ انہیں ''اللہ کا اور اس کے رسول کا شیر'' کہا جاتا ہے ان کی کنیت ابوعمارہ اور ابویعلیٰ تھی۔''[2]

---

[1] الاستيعاب حاشية الاصابة : 271/1

[2] الاستيعاب حاشية الاصابة : 271/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے شیر' بہادر' اسد اللہ' ابو عمارہ' ابو یعلی' قریشی' ہاشمی' مکی' مدنی' بدری' شہید اسلام' جناب رسول اللہ ﷺ کے چچا اور آپ کے رضاعی بھائی تھے۔''[1]

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں حضرت شریح بن ہانی سے باسند بیان کیا ہے' وہ فرماتے ہیں:

«أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَتْ: عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ»(صحيح مسلم، الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين، ح: ٢٧٦)

''میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھنے کے لیے حاضر ہوا تو وہ فرمانے لگیں: ''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو' کیونکہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تھے۔'' ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''جناب رسول اللہ ﷺ نے مسافر کو تین دن رات اور مقیم کو ایک دن رات موزوں پر مسح کی اجازت دی ہے۔''

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یوں ہیں:

«اِئْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّي، فَأَتَيْتُ عَلِيًّا، فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ»(صحيح مسلم، الطهارة، باب التوقيت في المسح على

[1] سیر اعلام النبلاء: 172/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الخفين، ح: ٢٧٦)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو وہ اس مسئلہ کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔''

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل اور قاضی اسماعیل بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کسی بھی صحابی کے فضائل میں اچھی سندوں والی اتنی روایات مروی نہیں جتنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل میں مروی ہیں۔'' امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی قسم کے الفاظ منقول ہیں۔ [1]

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

''حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے: ''اللہ کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف مہلک تیر تھے' اس امت کے ربانی عالم تھے' صاحب فضیلت اور سابقون اولون میں شامل تھے' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے' اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں سستی کے قائل نہ تھے اور نہ اللہ کے دین میں کسی ملامت کی پروا کرنے والے تھے' اللہ کے مال میں خیانت کا تصور تک نہ کرنے والے تھے' آپ نے اپنی تمام صلاحیتیں قرآن مجید کے لیے وقف کر رکھی تھیں اس لیے معارف قرآن سے جی بھر کر فیض یاب تھے۔ او نادان! یہ شان ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی۔'' [2]

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں' امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

---

[1] الاستيعاب حاشية الإصابة : 51/3
[2] الاستيعاب حاشية الإصابة : 47/3

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے افضل ترین افراد بالترتیب یہ ہیں: ابوبکر' عمر' پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم۔ یہ ہمارا اور ہمارے ائمہ کا مذہب ہے۔''①

حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مجھے حضرت علقمہ کہنے لگے جانتے ہو اس امت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیا مثال ہے؟ میں نے کہا: ''آپ ہی فرمائیے۔'' فرمانے لگے: ''ان کی مثال حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی طرح ہے۔ کچھ لوگوں نے ان سے بے تکی محبت کی جس کی بنا پر وہ گمراہ ہو گئے اور کچھ لوگوں نے ان سے بلاوجہ بغض رکھا اور وہ بھی گمراہ ہو گئے۔''②

حضرت علقمہ رحمہ اللہ کا اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روافض اور خوارج کی طرف ہے۔ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

''اس بات پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے' ہجرت کی' جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں حاضر تھے' بلکہ تمام معروف جنگوں میں شریک ہوئے اور بدر' احد' خندق اور خیبر میں عظیم کارنامے سرانجام دیے اور اہل اسلام کو بہت فائدہ پہنچایا۔ نتیجتاً بہت بلند مقام حاصل کیا۔ بہت سی جنگوں میں جناب رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں رہا۔ جنگ بدر میں بھی محقق یہی ہے کہ جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ غزوہ اُحد میں جب مسلمانوں کے علم بردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو جناب رسول

① الاستيعاب حاشيه الإصابة: 52/3

② الاستيعاب حاشيه الإصابة: 65/3

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادیا۔''①

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ ان کو بلکہ تمام بنو ہاشم کو وظائف وغیرہ میں دوسرے صحابہ سے بہت مقدم رکھتے تھے۔ رُتبہ و احترام، محبت و عقیدت اور توصیف و تعظیم میں ان کو بلند مرتبہ جانتے تھے اور دوسرے صحابہ سے انہیں افضل سمجھتے تھے کیونکہ ان کو فضیلت اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زبان سے کبھی کوئی بری بات نہیں سنی گئی، بلکہ بنو ہاشم میں سے کسی کے بارے میں بھی کوئی برا کلمہ کبھی ان کی زبان پر نہیں آیا تھا۔ اسی طرح یہ بات بھی قطعاً ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شیخین سے محبت و عقیدت رکھتے تھے، ان کی تعظیم کرتے تھے اور انہیں پوری امت میں سے افضل خیال کرتے تھے۔ اور ان کے بارے میں کبھی کوئی برا کلمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان پر نہیں آیا۔ نہ کبھی انہوں نے یہ کہا کہ میں شیخین سے بڑھ کر خلافت کا مستحق ہوں۔ جو شخص بھی تاریخی حقائق اور معتبر روایات سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے۔''②

انہوں نے مزید فرمایا:

''رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ تو تمام اہل سنت ان سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور علانیہ طور پر انہیں خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ ائمہ میں سے شمار کرتے ہیں۔''③

---

① الاستيعاب حاشيه الإصابة : 33/3 ② منهاج السنة النبوية : 178/6 .
③ منهاج السنة النبوية : 18/6

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان کی بابت فرماتے ہیں:

''حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ نسباً ہاشمی' لقب حیدر' کنیت ابوتراب اور ابوالحسنین' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی' داماد اور سابقون اوّلون میں شامل تھے۔ محققین کی ایک جماعت نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے' عرب کے شاہسوار اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ رمضان المبارک سنہ ۴۰ ھ میں فوت ہوئے تو اس وقت روئے ارض کے تمام انسانوں سے افضل تھے۔ اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ راجح قول کے مطابق ان کی عمر تریسٹھ سال تھی۔'' ①

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد پندرہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں۔ علامہ عامری نے یہ بات اپنی کتاب ''اَلرِّیَاضُ الْمُسْتَطَابَة فِی جُمْلَةِ مَنْ رَوَی فِي الصَّحِیحَین من الصَّحابة'' میں ذکر کی ہے۔ اور اس میں انہوں نے سب کے نام ان کی ماؤں سمیت ذکر کیے ہیں۔ نیز لکھا ہے: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل حضرت حسن' حسین' محمد' عمر اور عباس ہی سے پھیلی ہے۔'' ②

<u>نواسۂ رسول حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:</u> علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر روایات ثابت ہیں کہ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

«إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَعَسَى اللهُ أَنْ يُبْقِيَهُ حَتّٰى يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ»

''میرا یہ بیٹا سردار ہے' مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے توفیق عطا فرمائیں گے

① تقریب التهذیب' ص : 698

② الرياض المستطابة' ص : 185

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ امت مسلمہ کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔"

اس روایت کو صحابہ کرام کی کثیر جماعت نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

«وَأَنَّهُ رَيْحَانَتِي مِنَ الدُّنْيَا»

"یہ تو دنیا میں میرا خوشبودار پھول ہے۔"

جسے جناب رسول اللہ ﷺ سردار کہیں اس سے بڑا سردار کون ہو سکتا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بڑے بردبار، پرہیزگار اور صاحب علم و فضل تھے۔ ان کے تقویٰ و علم نے انہیں مجبور کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہوئے دنیا اور حکومت سے دست کش ہو جائیں۔ انہوں نے اس موقع پر فرمایا:

"اللہ کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے نانا ﷺ کی امت پر حکومت کروں اور اس کے لیے ایک چلو بھی خون بہایا جائے۔"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جان بچانے کے لیے بھرپور سرگرمی دکھائی تھی۔"[1]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی یوں مدح سرائی کی ہے:

آپ "امام، سردار، جناب رسول اللہ ﷺ کے مہکتے پھول، آپ کے نواسے، جوان جنتیوں کے سردار، ابو محمد، قرشی، ہاشمی، مدنی اور شہید فی سبیل اللہ ہیں۔"[2]

ایک اور مقام پر یوں رقم طراز ہیں:

"حضرت حسن رضی اللہ عنہ امت مسلمہ کے امام، سردار، حسین و جمیل، عقل مند، سمجھدار،

---

[1] الاستیعاب حاشیہ الإصابۃ: 370/1

[2] سیر أعلام النبلاء: 345/3 - 346

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخی، نا قابل تعریف، نیک سیرت، دیندار، پرہیز گار، صاحب وجاہت اور بڑی شان والے تھے۔"①

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق یوں تبصرہ فرمایا ہے:

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بہت تکریم و تعظیم کیا کرتے تھے، حد درجہ احترام فرماتے تھے، بلکہ ان پر فدا و قربان ہوتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اور ان سے حد درجہ محبت فرماتے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ان کے پاس موجود تھے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع کے سلسلے میں لڑنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہوا کہ کہیں ان کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے، اس لیے انہیں اللہ کا واسطہ دے کر گھر بھیج دیا تاکہ وہ محفوظ رہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔"②

<u>نواسۂ رسول حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:</u> علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ صاحب علم و فضل، دین دار، بکثرت روزے رکھنے والے، نوافل کے شائق اور حج کے دلدادہ تھے۔"③

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں:

---

① سير أعلام النبلاء : 253/3

② البداية والنهاية : 193-192/11

③ الاستيعاب حاشيه الإصابه : 378/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے اس دن (یوم عاشوراء) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت سے سرفراز فرمایا اور ان کے قاتلین ومخالفین کو رسوا فرمایا۔ یہ شہادت ان کے خاندان میں کوئی نئی بات نہ تھی' پہلے شہداء ان کے لیے بہترین نمونہ تھے۔ پھر وہ خود اور ان کے بڑے بھائی نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں۔ انہیں اسلام کے عز وشرف میں تربیت کا اعزاز حاصل تھا۔ انہیں ہجرت اور جہاد کا موقع نہ مل سکا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رفع درجات اور عزت وشرف کی تکمیل کے لیے انہیں شہادت کا اعزاز نصیب فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی شہادت امت کے لیے ایک عظیم صدمہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مصیبت کے وقت مندرجہ ذیل تلقین فرمائی ہے:

﴿ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٥٥﴾ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُوْلَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ ﴾ (البقرۃ/٢ ١٥٥-١٥٧)

(نبی کریم)! صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجیے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ''ہم سب اللہ ہی کی مِلک ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔'' ان خوش نصیب لوگوں پر اللہ کی خصوصی رحمتیں اور مہربانیاں نازل ہوتی ہیں' دراصل یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''[1]

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

''حضرت حسین رضی اللہ عنہ صاحب عز وشرف وکمال امام' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے' دنیا میں آپ کے مہکتے پھول اور عزیز از جان محبوب' ابوعبداللہ حسین بن امیر المومنین ابی الحسن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن

[1] مجموعة الفتاوى لابن تيمية : 511/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصی، قریشی اور ہاشمی رضی اللہ عنہ تھے۔''①

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں زندگی گزارنے کا شرف حاصل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہ ہردم آپ کے ساتھ رہے، آپ آخر دم تک ان سے راضی رہے، البتہ وہ چھوٹے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بہت تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کا بھی یہی حال تھا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم کے ساتھ رہے اور ان سے روایات بیان کیں۔ سب جنگوں میں ان کے ساتھ رہے، جنگ جمل اور صفین کی لڑائیوں میں شریک تھے۔ وہ بڑی عظمت اور حیثیت کے مالک تھے۔''②

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں انہی سے نقل فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں:

«كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ، فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ: لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ، فَدَعَا ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ، فَمَا رُئِيتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ۝١﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُمِرْنَا نَحْمَدُ اللهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا، وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ لِي: أَكَذَاكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لَا، قَالَ فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ

① سير أعلام النبلاء: 280/3

② البداية والنهاية: 476/11

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُولِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَهُ لَهُ، قَالَ: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ۝١﴾ وَذٰلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ، ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًا ۝٣﴾ فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ»(صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: فسبح بحمد ربك واستغفره . . . ، ح: ٤٩٧٠)

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے بدر میں شریک ہونے والے بزرگوں کے برابر بٹھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی بزرگ کو محسوس ہوا تو وہ کہنے لگے ''حضرت! آپ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں؟ جبکہ اس جیسے تو ہمارے بیٹے بھی ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم بخوبی سمجھتے ہو۔'' ایک دن آپ نے پھر مجھے ان کی مجلس میں بلایا' میرا اندازہ ہے کہ اس دن آپ نے میری فضیلت دکھانے کے لیے ہی بلایا تھا۔ حضرت کہنے لگے: ''بتایئے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ﴾ کا مقصد کیا تھا؟'' کسی نے کہا: ''ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں فتح و مدد حاصل ہو تو ہم حمد و استغفار کریں۔'' کئی چپ رہے اور کچھ بھی نہ کہا۔ آپ مجھے فرمانے لگے: ''ابن عباس! تم بھی یہی کچھ کہتے ہو؟'' میں نے گزارش کی ''نہیں جناب!'' فرمایا: ''تم کیا کہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔'' کہ اب عمومی فتح حاصل ہو چکی ہے لوگ بن بلائے اسلام قبول کر رہے ہیں گویا آپ کی تشریف آوری کا مقصد پورا ہو چکا ہے۔ اب تیاری فرمایئے اور اللہ کو یاد کیجیے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''میں بھی اس کا یہی مطلب سمجھتا ہوں۔''

طبقات ابن سعد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

''میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کوئی حاضر دماغ' عقل مند' صاحب علم و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہم اور متحمل مزاج نہیں دیکھا۔ واللہ! میں نے بارہا دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے مدبر مشکل معاملات میں انہی کو بلایا کرتے تھے۔“ (۱)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی علم و فہم اور ذہانت عطا کیے گئے تھے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر ترجیح دی ہو۔“

نیز اسی مقام پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں لکھا ہے:

”جب انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کی اطلاع دی گئی تو افسوس سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمانے لگے: ”اوہو! سب لوگوں سے بڑا عالم سب لوگوں سے بڑا عقل مند فوت ہو گیا۔ اللہ کی قسم! ان کی وفات سے امت مسلمہ کو عظیم نقصان پہنچا ہے جو قیامت تک پورا نہ ہو سکے گا۔“ (۲)

حضرت ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فوت ہوئے تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

”آج وہ شخصیت اس جہان سے رخصت ہو گئی کہ مشرق و مغرب کے سب لوگ علم میں ان کے محتاج تھے۔“ (۳)

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ کی کتاب ”الاستیعاب“ میں حضرت مجاہد سے منقول ہے:

”میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوے سے بہتر کوئی فتویٰ نہیں سنا' الّا یہ کہ

(۱) الطبقات لابن سعد : 369/2
(۲) الطبقات لابن سعد : 370/2
(۳) الطبقات لابن سعد : 372/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہو۔ اس قسم کے الفاظ حضرت قاسم بن محمد سے بھی مروی ہیں۔ ①

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح سند سے منقول ہے کہ آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بزرگ صحابہ کے برابر بٹھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن مجید کے بہترین مفسر ہیں۔'' اور جب آپ حضرت ابن عباس کو آتا دیکھتے تو فرماتے:

''بزرگوں جیسا نوجوان آ گیا جسے اللہ تعالیٰ نے تحقیق کرنے والی زبان اور فہم و فراست والا دل عطا فرمایا ہے۔'' ②

رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا ذکر یوں ہے:

«وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمَسَاكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَيَشُقُّهَا، فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا» (صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب جعفر بن أبي طالب الهاشمي رضي الله عنه، ح:٣٧٠٨)

''مساکین کے لیے سب سے بہتر شخص حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ ہمیں گھر لے جاتے اور جو کچھ میسر ہوتا ہمیں کھلاتے' حتی کہ کبھی گھی کی تھیلی اٹھا لاتے اگر اس میں زیادہ گھی نہ ہوتا تو تھیلی پھاڑ دیتے اور ہم تھیلی سے گھی چاٹ لیتے تھے۔''

① الاستیعاب لابن عبدالبر: 353/2
② البدایة والنهایة: 88/12

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت' جسے امام ترمذی اور امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے' کے مطابق الفاظ بھی مندرجہ بالا روایات پر محمول ہوں گے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

«مَا احْتَذَى النِّعَالَ وَلاَ انْتَعَلَ وَلاَ رَكِبَ الْمَطَايَا وَلاَ رَكِبَ الْكُورَ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرَ بنِ أَبِي طَالِبٍ»

(جامع الترمذي، المناقب، باب قول أبي هريرة ما احتذى النعال . . . :٣٧٦٤)

''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطع نظر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی شخص نہ پیدل چلا نہ سواری پر سوار ہوا۔'' یعنی سخاوت اور مسکین سے محبت میں کوئی شخص ان سے افضل نہ تھا' یہ نہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مطلقاً سب صحابہ سے افضل تھے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

''مسلمانوں کے سردار' شہید اسلام' مجاہدین کے سالار' ابوعبداللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی' ابن عبد مناف بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَی' ہاشمی' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی' جو ان سے دس سال بڑے تھے' انہوں نے دو ہجرتیں فرمائیں۔ حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو مسلمانوں کو خیبر کے مقام پر ملے جبکہ خیبر فتح ہو چکا تھا۔ آپ مدینہ منورہ میں چند ماہ ٹھہرے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوۂ موتہ میں امیر لشکر مقرر فرما دیا۔ پس یہ اسی غزوے ہی میں شہید ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مدینہ منورہ آنے سے بہت خوش ہوئے تھے۔ ان کی وفات سے آپ غمگین بھی بہت ہوئے۔''[1]

---

[1] سیر أعلام النبلاء : 206/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ''تقریب التھذیب'' میں ان کا تذکرہ یوں مرقوم ہے:

''جعفر بن ابی طالب ہاشمی' ابو المساکین' ذوالجناحین' عظیم الشان صحابی' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی' ۸ ہجری غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے' ان کا ذکر صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہے' اگرچہ ان سے کوئی روایت مروی نہیں ہے۔''[1]

آپ کو ''ذوالجناحین'' کہا جاتا ہے کیونکہ جب غزوۂ موتہ میں ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے بدلہ میں دو پر عطا فرمائے' جن کے ساتھ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت شعبی رحمہ اللہ سے باسند منقول ہے:

«أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرَ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ»(صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب جعفر بن أبي طالب الهاشمي رضي الله عنه، ح: ٣٧٠٩)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کہتے تو فرماتے: ''ذوالجناحین (دو پروں والے) کے بیٹے! تجھ پر سلام۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس طرز تخاطب میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے' جو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

«هَنِيئًا لَكَ، أَبُوكَ يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ»(فتح الباري: ٧/ ٩٨)

---

[1] تقريب التهذيب' ص: 199

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تجھے مبارک ہو! تیرا باپ آسمانوں میں فرشتوں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔"

یہ حدیث طبرانی میں حسن سند کے ساتھ مذکور ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات ذکر کی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

«إِنَّ جَعْفَرَ يَطِيرُ مَعَ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، لَهُ جَنَاحَانِ، عَوَّضَهُ اللهُ مِنْ يَدَيْهِ»(فتح الباري: ٧/ ٩٨)

"حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جبریل اور میکائیل علیہما السلام کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے ہاتھوں کے عوض دو پَر عطا کیے ہیں۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی سند اچھی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد کے بیٹے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما: صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

«كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ: وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ، فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ، فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ، قَالَ: فَأُدْخِلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةً عَلَى دَابَّةٍ وَاحِدَةٍ»(صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن جعفر رضي الله عنهما، ح:٢٤٢٨) (٦٢٦٩)

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے استقبال کے لیے آپ کے اہل بیت کے بچوں کو لے جایا جاتا۔ ایک دفعہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھے آپ کے پاس لے جایا گیا، آپ نے مجھے سواری پر اپنے آگے بٹھا لیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں (حسنین) میں سے کسی ایک کو لایا گیا، تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ ہم تینوں اسی طرح سوار مدینہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منورہ میں داخل ہوئے۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سردار، عالم، ابوجعفر، قریشی، ہاشمی، پیدائش حبشہ میں ہوئی، پھر مدینہ منورہ میں رہنے لگے، دو پروں والے سخی باپ کے سخی بیٹے، صحابی بھی تھے اور آپ نے چند روایات بھی بیان کی ہیں، ان کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے، ان کے والد غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کفالت فرمائی اور آپ کی پرورش میں پلے بڑھے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''وہ بڑے عظیم الشان، شریف النفس اور سخی تھے اور امامت کے قابل تھے۔''[1]

علامہ عامری ''الرياض المستطابه'' میں ان کی بابت فرماتے ہیں:

''حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ نے ان کا جنازہ پڑھایا، کیونکہ وہ ان دنوں مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ حضرت ابان نے ان کے جنازے کو کندھا دے رکھا تھا، جبکہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔ ساتھ ساتھ فرما رہے تھے: ''اللہ کی قسم! آپ سراپا خیر تھے، آپ میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ اللہ کی قسم! آپ شریف النفس، صاحب علم و فضل اور حسن سلوک کرنے والے تھے۔''[2]

دیگر اہل بیت صحابہ:

* جناب حارث بن عبدالمطلب کے چار بیٹے ابوسفیان، نوفل، ربیعہ اور عبیدہ۔
* ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبدالمطلب۔

[1] سير أعلام النبلاء : 456/3

[2] الرياض المستطابة، ص : 205

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے دو بیٹے حارث اور مغیرہ۔
* حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کے دو بیٹے جعفر اور عبداللہ۔
* ابولہب عبدالعزی بن عبدالمطلب کے دو بیٹے معتب اور عتبہ۔
* حضرت عباس بن عبدالمطلب کے دو بیٹے فضل اور عبیداللہ ...... رضی اللہ عنہم ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں فصل

اہل بیت صحابیات کے بارے میں اہل علم کی مدح سرائی

رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللهِ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ»(سنن أبي داود، الأدب، باب في القيام، ح:٥٢١٧ وجامع الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل فاطمة [بنت محمد ﷺ] رضي الله عنها، ح:٣٨٧٢ واللفظ له)

''میں نے اٹھنے بیٹھنے کے انداز اور طور طریقوں میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھنے والا حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔''

حضرت ابونعیم رحمہ اللہ نے ان کی بابت یوں مدح سرائی فرمائی ہے:

''انتہائی عابدہ و زاہدہ' صاف دل خاتون' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' پاکباز' سیدہ' جناب رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر جو آپ سے بہت مشابہت رکھتی تھیں۔ اولاد میں سب سے زیادہ آپ کے دل کے قریب اور آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ کو جا ملنے والی۔ دنیا اور اس کی زینت سے دور و نفور اور دنیا کی پیچیدار آفات اور خرابیوں سے بخوبی مطلع۔''[1]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے یوں مدح سرائی کی ہے:

[1] حلية الأولياء: 39/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اپنے زمانہ میں تمام عورتوں کی سردار' نبی کریم ﷺ کی لختِ جگر اور ذریعہ نسل' اپنے عظیم باپ کے مشابہ' سردار خلائق جناب رسول اللہ ﷺ ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کی صاحبزادی' قریشیہ' ہاشمیہ' حسن وحسین کی والدہ' نبی کریم ﷺ ان سے شدید محبت رکھتے' ان کی خصوصی تکریم و تعظیم فرماتے اور ان کے ساتھ راز کی باتیں فرمایا کرتے تھے۔ ان کے فضائل بے شمار ہیں۔ وہ انتہائی صابرہ' دین دار' نیک نفس' صاحب عزت و عصمت مآب' قناعت پسند اور شکر گزار خاتون تھیں۔''[1]

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''البداية والنهاية'' میں یوں تذکرہ فرمایا ہے:

''ان کی کنیت ''ام ابیھا'' تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ آپ کی وفات کے وقت اولاد میں سے صرف وہی حیات تھیں اور انہیں اکیلے آپ ﷺ کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا' تبھی انہیں عظیم اجر حاصل ہوا۔''[2]

ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا: علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''مومنوں کی پہلی اور بڑی ماں' اپنے دور کی تمام عورتوں کی سردار' جناب رسول اللہ ﷺ کی تمام اولاد (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ) کی والدہ' جو سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں اور سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی اور آپ کا حوصلہ مضبوط کیا۔ ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ ان کا شمار کامل عورتوں میں کیا گیا۔ انتہائی سمجھ دار' صاحب وجاہت' دیندار' عفت مآب' صاحب عز و شرف اور جنتی خاتون۔ نبی اکرم ﷺ ان کی بہت تعریف فرماتے' تمام امہات المومنین پر

[1] سير أعلام النبلاء : 2/118 - 119
[2] البداية والنهاية : 9/485

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو فضیلت دیتے اور ان کی بہت تعظیم و تکریم فرمایا کرتے تھے۔'' آپ نے ان سب سے پہلے انہی سے شادی کی' ان کی زندگی میں کسی دوسری عورت سے شادی کی' نہ کوئی لونڈی رکھی۔ پھر ان سے آپ کے کئی بچے بھی پیدا ہوئے۔ ان کی وفات سے آپ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ آپ کے لیے بہترین ساتھی ثابت ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ انہیں جنت میں ایسے گھر کی خوشخبری دیں جو ایک موتی سے بنا ہوا ہوگا' اس میں شور سنائی دے گا نہ کوئی تکلیف اور بیماری رسائی پائے گی۔''[1] مسلم فضائل الصحابة فضائل خدیجة رضی اللہ عنہا (۲۴۳۲)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ان کی بابت فرماتے ہیں:

''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک خصوصی امتیاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کی زبانی انہیں سلام بھیجا تھا۔ اللہ گواہ ہے کہ یہ فضیلت ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔''

اس سے پہلے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ یہ بھی لکھتے ہیں:

''اور ان کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ امت مسلمہ میں افضل ترین خاتون ہیں۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں؟''

علماء کے اس کی بابت تین اقوال ہیں: تیسرا قول یہ ہے کہ اس میں توقف کیا جائے۔ میں نے اپنے استاذِ گرامی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

''دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی خصوصیت رکھتی ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمات اسلام کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیا کرتی تھیں آپ کا حوصلہ بڑھاتی تھیں۔ آپ کو سکون بخشتی تھیں' آپ کی

---

[1] سير أعلام النبلاء: 2/109 - 110

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاطر مال خرچ کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام کا ابتدائی دور پایا۔ اللہ تعالیٰ اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد و نصرت کی بہت ضرورت تھی۔ اس خدمت کو انہوں نے جس خوبی سے سرانجام دیا وہ کسی اور بیوی کو نصیب نہ ہو سکی۔ جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمات کا تعلق اسلام کے آخری دور سے ہے۔ دین کی سمجھ اور امت تک اس کی تبلیغ کے سلسلے میں جو خدمات انہوں نے سرانجام دیں وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوئیں۔ امت کو ان کے علم نے جو فائدہ پہنچایا اس کی نظیر ملنا ناممکن ہے۔"[1]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی اور نہ کسی دوسری بیوی سے ان جیسی محبت کی۔ امت محمدیہ بلکہ سب عورتوں میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم عورت پیدا نہیں ہوئی۔"[2]

اسی کتاب میں حضرت علی بن اقمر سے منقول ہے:

"حضرت مسروق رحمہ اللہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث بیان کرتے تو یوں فرماتے: "مجھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سب سے محبوب بیوی تھیں، جن کی براءت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی۔ لہٰذا مجھے ان کی بات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔"[3]

---

(1) جلاء الأفهام، ص: 122 (2) سير اعلام النبلاء: 140/2

(3) سير اعلام النبلاء: 181/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ان کی کچھ خصوصیات ذکر کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

''وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیاری تھیں۔ آپ نے ان کے سوا کسی کنواری سے شادی نہیں کی۔ جب آپ ان کے لحاف میں ہوتے تھے تو اس وقت بھی آپ پر وحی آ جایا کرتی تھی۔ جب بیویوں کو اختیار دینے والی آیت اتری اور آپ نے سب سے پہلے ان کو سنائی تو انہوں نے فوراً اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرنے کا اعلان کیا، پھر باقی ازواج مطہرات نے بھی اسی پر عمل کیا۔ جب قصہ افک میں ان پر الزام لگایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت کا نہ صرف اعلان فرمایا بلکہ ان کی پاکیزگی کے بارے میں وحی اتاری جو قیامت تک نمازوں اور مساجد میں پڑھی جاتی رہے گی، اللہ تعالیٰ نے اس بات کی گواہی دی کہ ان کا شمار پاکیزہ عورتوں میں ہوتا ہے۔ اور ان کے لیے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا۔ اس عظیم شان و مرتبہ کے باوجود وہ کسر نفسی کرتے ہوئے فرماتی ہیں: ''میرے نزدیک میرا مرتبہ اس سے بہت کم ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں قرآن نازل فرمائے جو تا قیامت پڑھا جائے۔'' بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب کسی دینی مسئلہ میں کوئی اشکال پیش آتا تو وہ آ کر ان سے پوچھتے اور اس مسئلہ میں شافی جواب حاصل کرتے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں، ان کی باری کے دن ان کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے اللہ کو پیارے ہوئے اور انہی کے گھر میں دفن ہوئے۔ فرشتے نے ان کی تصویر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی سے قبل ریشم کے کپڑے میں دکھائی تھی تو آپ نے فرمایا تھا اگر اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ میری بیوی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کے اسباب پیدا فرما دیں گے۔ لوگ (صحابہ کرام) تحفے بھیجتے وقت اس انتظار میں رہتے کہ ان کی باری کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن آئے تو بھیجیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ انتہائی محبت رکھتے ہیں لہٰذا وہ ان کے گھر میں آپ کو تحفہ بھیجتے۔''(۱)

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا: علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد یہ وہ پہلی خاتون ہیں جن سے آپ نے شادی فرمائی اور تقریباً تین سال وہ آپ کے گھر اکیلی رہیں پھر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ بہت بزرگ' عظیم الشان' سمجھ دار' سردار قسم کی بڑے قد و کاٹھ اور بھاری جسامت والی خاتون تھیں۔ آخری دور میں انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزید خوش ہوں۔''(۲)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''وہ بوڑھی ہو گئی تھیں اس لیے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی۔ یہ ان کی خصوصی فضیلت تھی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب و محبت کی خاطر اپنی باری کے لیے آپ کی محبوب ترین بیوی کا انتخاب فرمایا۔ دراصل انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں چھوڑ نہ دیں۔ اور آپ کا ساتھ چھوڑنا انہیں گوارا نہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں کے لیے باری مقرر فرماتے تھے' لیکن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی باری' ان کی خوشی و رضامندی سے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے مقرر فرماتے تھے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اسے اپنی خوش قسمتی تصور کرتی تھیں۔''(۳)

(۱) جلاء الأفهام' ص : 126
(۲) سير أعلام النبلاء : 265/2 - 266
(۳) جلاء الأفهام' ص : 123

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

''بلند مرتبہ عفت مآب خاتون' امیر المومنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی' جب پہلے خاوند حضرت خنیس بن حذافہ سہمی بدری کی وفات کے بعد عدت ختم ہوئی تو ۳ ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ازواج مطہرات میں سے صرف یہی خاتون میری ہم پلہ بنتی تھیں۔''①

ام المومنین حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''پاکباز' عصمت مآب سردار خاتون' اولین مہاجر عورتوں کی سرخیل' ان کا شمار فقہاء صحابیات میں ہوتا ہے۔''②

جناب یحییٰ بن ابی بکر عامری یوں مدح سرا ہیں:

''یہ بہت صاحب علم و فضل اور متحمل مزاج خاتون تھیں۔ انہوں نے ہی صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین مشورہ دیا تھا (کہ آپ صحابہ سے کچھ نہ کہیں بلکہ اپنی حجامت بنوائیں اور قربانی کا جانور ذبح فرمائیں۔ صحابہ خود بخود عمل کریں گے اور پھر ایسا ہی ہوا۔) انہوں نے ہی حضرت جبریل علیہ السلام کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا تھا۔''③

① سیر أعلام النبلاء: 227/2 ② سیر أعلام النبلاء: 201/3 - 203
③ الریاض المستطابة' ص: 324

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا: علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کی بابت یوں رطب اللسان ہیں:

''انہیں ان کی کثرت سخاوت کی وجہ سے ''ام المساکین'' کا لقب حاصل تھا۔''[1]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مساکین کو بکثرت کھانا کھلانے کی وجہ سے انہیں ''ام المساکین'' کہا جاتا تھا۔ یہ آپ کے ہاں صرف دو تین ماہ زندہ رہیں پھر اللہ کو پیاری ہوگئیں۔''[2]

ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے نکاح کے لیے منتخب فرمایا اور یہ ان کے لیے بڑے فضل و شرف کی بات تھی۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ وہ ام المومنین ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں نے ان کی قوم کے سو گھرانے' جو غلام بنا لیے گئے تھے' یہ کہہ کر آزاد کر دیے کہ یہ لوگ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار بن چکے ہیں۔ گویا یہ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت تھی جو ان کی قوم کو حاصل ہوئی۔''[3]

ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا: جامع ترمذی میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

«إِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ»(جامع الترمذي، المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، ح:٣٨٩٤)

''بلاشبہ تو ایک نبی کی نسل سے ہے۔ ایک نبی (موسیٰ علیہ السلام) تیرے چچا تھے اور تو

---

[1] سير أعلام النبلاء : 218/2
[2] جلاء الأفهام' ص : 136
[3] جلاء الأفهام' ص : 136 - 137

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نبی (حضرت محمد ﷺ) کے نکاح میں ہے۔"

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا صاحب عز و شرف، انتہائی عاقل، حسب و نسب اور جمال و دین کی تمام صفات سے متصف تھیں۔"①

نیز فرماتے ہیں:

"حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تحمل و بردباری اور عزت و وقار کا مجسمہ تھیں۔"②

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

"جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔"

ان کی خصوصی فضیلت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد فرمایا اور آزادی ہی کو ان کا مہر بنا دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔" پھر یہ قیامت تک کے لیے سنت جاری ہوگئی کہ ہر شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اور آزادی ہی کو مہر بنا لے تو یہ نہ صرف جائز ہوگا بلکہ فضیلت کا کام ہوگا۔" جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمائی ہے۔③

ام المومنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو "عزت و عفت مآب سیدہ خاتون" کے الفاظ سے ملقب کیا ہے۔④

---

① سیر أعلام النبلاء : 232/2
② سیر أعلام النبلاء : 235/2
③ جلاء الأفهام، ص : 137
④ سیر أعلام النبلاء : 218/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرماتے ہیں:

”حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو خاص احترام و وقار حاصل تھا۔ خصوصاً ان کے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں جن کو ان کی وجہ سے ”مومنوں کے ماموں“ کے معزز لقب سے پکارا جاتا تھا۔“ ①

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ”البداية و النهاية“ میں یوں مدح سرائی کی ہے:

”وہ عظیم الشان امہات المومنین میں سے تھیں اور انتہائی عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔“ ②

ام المومنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

”واللہ! وہ ہم سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔“ ③

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”وہ سردار عورتوں میں سے تھیں۔“ ④

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: ایک طویل حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے:

«وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ، وَأَتْقَى للهِ، وَأَصْدَقَ حَدِيثًا، وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ، صَدَقَةً وَأَشَدَّ ابْتِذَالاً لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبُ بِهِ، إِلَى اللهِ [تَعَالَى]، مَاعَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا، تُسْرِعُ

① سير أعلام النبلاء : 222/2 ③ سير أعلام النبلاء : 244/2

② البداية والنهاية : 166/11 ④ سير أعلام النبلاء : 239/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا الْفَيْئَةَ»(صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المومنين رضي الله عنها، ح:٢٤٤٢)

''ازواجِ مطہرات میں سے یہی وہ خاتون تھیں جو جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ہاں عزت و منزلت میں میرے برابر ہو سکتی تھیں۔ دینی لحاظ سے میں نے کوئی عورت حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بہتر نہیں دیکھی۔ خشیت الٰہی' صدق مقال' صلہ رحمی' صدقہ و سخاوت اور تقرب الی اللہ کی جدوجہد میں ان کی نظیر تلاش کرنا مشکل ہے۔ البتہ ان میں کچھ تلخی اور غصہ ضرور تھا جو جلد ہی فرو ہو جاتا تھا۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے صریح قرآنی حکم کے ذریعے سے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بغیر ولی اور گواہوں کے خود فرمایا۔ وہ اس بنا پر دوسری امہات المومنین پر فخر کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں: ''تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی جبکہ میری شادی اللہ تعالیٰ نے عرش پر سے کی۔'' (1)

نیز فرماتے ہیں:

''دین داری' تقویٰ' سخاوت اور حسن سلوک کے لحاظ سے وہ سردار عورتوں میں سے تھیں۔''

مزید فرمایا:

''وہ انتہائی نیک نفس' کثرت سے روزے رکھنے والی' نماز کی شائق اور اعلیٰ اخلاق کی حامل خاتون تھیں۔ انہیں ''ام المساکین'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔'' (2)

(1) سير أعلام النبلاء : 211/2

(2) سير أعلام النبلاء : 217/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کا تعارف یوں پیش فرماتے ہیں:

''حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی' عبدالمطلب کی بیٹی' ہاشمیہ' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن' نبی کریم ﷺ کے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ تھیں۔''

نیز فرماتے ہیں:

''صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پھوپھیوں میں سے ان کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوئی۔ وہ اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سخت غمگین ہوئیں' لیکن انہوں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طلب گار رہیں۔ نیز وہ اوّلین مہاجر عورتوں میں شامل ہیں۔''[1]

دیگر اہل بیت صحابیات:

* جناب رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں: زینب' رقیہ اور ام کلثوم۔
* حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں ام کلثوم اور زینب۔ یہ حضرت فاطمہ سے تھیں۔
* امامہ بنت ابی العاص بن ربیع' ان کی والدہ حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔ یہ آپ کی وہ نواسی ہیں جنہیں جناب رسول اللہ ﷺ کبھی نماز میں اٹھائے ہوئے ہوتے تھے۔
* ام ہانی بنت ابی طالب بن عبدالمطلب۔
* زبیر بن عبدالمطلب کی دو بیٹیاں ضباعۃ اور ام الحکم۔ ان دونوں کا ذکر ایک حدیث میں

[1] سیر اعلام النبلاء : 2/269-270

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو سنن ابی داؤد میں ان سے ہی مروی ہے۔[1] اور سیدہ ضباعۃ رضی اللہ عنہا وہ ہیں جن سے حج میں شرط لگانے والی روایت منقول ہے۔ آپ نے انہیں فرمایا تھا:

«قُولِي : اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي»(صحيح البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح:٥٠٨٩)

''تو کہہ اے اللہ! (اگر مجھے کوئی رکاوٹ پیش آ گئی) تو میں اسی جگہ حلال ہو جاؤں گی جہاں رکاوٹ پیش آئے گی۔''

* حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ۔

[1] سنن ابی داود، حدیث : 2987

رضی اللہ عنہن وارضاہن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں فصل

اہل علم کی اہل بیت تابعین کے بارے میں مدح سرائی

حضرت محمد بن علی بن ابی طالب المعروف ابن حنفیہ رحمہ اللہ: علامہ ابن حبان رحمہ اللہ اپنی کتاب میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"حضرت محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ اہل علم وفضل اہل بیت میں سے تھے۔"[1]

علامہ مزّی رحمہ اللہ "تہذیب الکمال" میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن عبداللہ عجلی ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وہ ثقہ تابعی اور انتہائی نیک شخصیت تھے۔"

امام ابراہیم بن عبداللہ بن جنید نے فرمایا:

"عن علی عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کرنے والوں میں کوئی شخص حضرت محمد بن حنفیہ سے بڑھ کر معتبر اور صحیح بیان کرنے والا ہمیں معلوم نہیں۔"[2]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ یوں رقم طراز ہیں:

"حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ کی کنیت ابوالقاسم تھی، وہ انتہائی پرہیز گار اور متبحر عالم تھے۔"[3]

مزید فرماتے ہیں:

---

[1] کتاب الثقات لابن حبان: 347/5
[2] تہذیب الکمال: 80-79/17
[3] سیر أعلام النبلاء: 115/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ مسلمانوں کے سردار، امام، ابو القاسم، ابو عبداللہ تھے۔''①

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب المعروف زین العابدین رحمہ اللہ: علامہ ابن سعد رحمہ اللہ نے ان کی یوں مدح سرائی کی ہے:

''حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ معتبر، ثقہ، بلند مرتبہ، عظیم الشان اور پرہیزگار شخصیت تھے۔ ان سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔''②

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ یوں رقم طراز ہیں:

''حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کبار تابعین میں سے تھے۔ علم اور دین کے لحاظ سے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔''③

علامہ مزی رحمہ اللہ ان کے حالات کے تحت لکھتے ہیں کہ زہری رحمہ اللہ ان کی بابت فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے بڑھ کر صاحب علم و فضل کوئی قریشی نہیں دیکھا۔'' ابو حازم، زید بن اسلم، امام مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری رحمہم اللہ سے بھی اسی قسم کے الفاظ منقول ہیں۔

حضرت عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ثقہ اور معتبر تابعی تھے۔''

حضرت زہری رحمہ اللہ ان کی بابت فرماتے ہیں:

''حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ تمام اہل بیت میں سے نیکی اور فضیلت کے لحاظ سے اعلیٰ و اولیٰ تھے۔ اور مروان بن حکم اور عبدالملک بن مروان ان سے بہت زیادہ

---

① سیر أعلام النبلاء : 110/4 ② الطبقات لابن سعد : 222/5

③ منهاج السنة النبوية : 48/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت رکھتے تھے۔''①

علامہ ذہبی رحمہ اللہ یوں رطب اللسان ہیں:

''حضرت علی بن حسین مسلمانوں کے سردار، امام، زین العابدین، ہاشمی، علوی، مدنی تھے۔''②

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ انتہائی معتبر، ثقہ، عبادت گزار، علم وفقہ کی حامل مشہور شخصیت تھے۔''③

حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب المعروف محمد باقر رحمہ اللہ: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے یوں مروی ہے:

''ہم کئی افراد حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ہاں حاضر ہوئے تو وہ ہمارے بارے میں پوچھنے لگے۔ جب میری باری آئی تو میں نے عرض کیا: ''جناب! میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔'' یہ سنتے ہی انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا، پھر انہوں نے میرا اوپر والا بٹن کھولا پھر نچلا بٹن کھولا اور اپنا دست شفقت میرے سینے پر رکھا، میں ان دنوں نوجوان لڑکا تھا۔ پھر فرمانے لگے: ''اے پیارے بھتیجے! خوش آمدید! جو دل چاہے پوچھو۔'' میں نے گزارش کی'' جناب! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں بیان فرمائیے۔'' پھر انہوں نے حجۃ الوداع کے بارے میں لمبی حدیث بیان کی۔''

اس واقعہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت محمد باقر رحمہ اللہ کے عزت و احترام کی نشاندہی ہوتی ہے۔④

① تهذيب الكمال : 13/238-240

② سير أعلام النبلاء : 4/386

③ تقريب التهذيب، ص : 693

④ صحيح مسلم، الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم، حديث : 1218

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن تیمیہ ''منہاج السنہ'' میں یوں رقم طراز ہیں:

''اسی طرح ابوجعفر محمد بن علی (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) انتہائی دین دار اور بہترین عالم تھے۔'' کہا گیا ہے کہ انہیں ''باقر'' اس لیے کہا جاتا تھا کہ انہوں نے علم کی خوب تحقیق کی۔ اس بنا پر نہیں کہ کثرتِ سجود کی وجہ سے ان کی پیشانی زخمی ہو گئی تھی۔''[1]

علامہ مزی رحمۃ اللہ علیہ ''تہذیب الکمال'' میں لکھتے ہیں کہ علامہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''وہ مدینہ منورہ کے رہنے والے معتبر اور ثقہ تابعی تھے۔''

ابن البرقی فرماتے ہیں:

''وہ صاحب علم و فضل اور فقیہ تھے۔''[2]

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یوں مدح سرا ہیں:

''مسلمانوں کے سردار' ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی' علوی' فاطمی' مدنی' امام زین العابدین کے بیٹے' وہ علم و عمل' سیادت' شرف' بزرگی' ثقاہت اور متانت کا مجسمہ تھے۔ بلاشبہ خلافت کے قابل تھے۔ ان بارہ ائمہ میں سے ایک ہیں جن کی امامیہ شیعہ حد درجہ تعظیم کرتے ہیں' بلکہ ان کو معصوم سمجھتے ہیں کہ ان سے کسی دینی مسئلہ میں خطا ممکن نہیں' حالانکہ صرف فرشتے اور انبیاء ہی معصوم ہیں۔ ان کے علاوہ ہر شخص صحیح بھی کہہ سکتا ہے اور غلط بھی۔ اس کا قول لیا بھی جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔ علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ منجانب اللہ معصوم ہیں اور ان کو ہر وقت وحی کے ساتھ تائید حاصل رہتی ہے۔ حضرت ابوجعفر ''باقر'' کے لقب سے مشہور ہیں کہ انہوں نے علم کی اچھی طرح کرید کی تھی اور علم کی مخفیات

[1] منهاج السنة النبوية : 50/4 [2] تهذيب الكمال : 74/17

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک ان کی رسائی تھی۔ وہ مجتہد امام تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بخوبی پڑھنے اور جاننے والے تھے۔ غرض وہ عظیم الشان شخصیت تھے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ نے انہیں مدینہ منورہ کے فقہاء تابعین میں شمار کیا ہے۔ اور حفاظِ محدثین کا اجماع ہے کہ ان کی نقل کردہ حدیث سے حجت پکڑی جا سکتی ہے۔"[1]

حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان کی شان میں یوں رطب اللسان ہیں:

"امام جعفر صادق رحمہ اللہ بہترین اہل علم اور دین دار لوگوں میں سے تھے۔"

حضرت عمرو بن ابی مقدام فرماتے ہیں:

"جب میں حضرت جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو یقین آ جاتا تھا کہ وہ واقعتاً انبیاء کی نسل میں سے ہیں۔"[2]

مزید ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وہ علمائے امت کے سردار تھے۔"[3]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام صادق، بنو ہاشم کے سردار، ابوعبداللہ، قریشی، ہاشمی، علوی، نبوی، مدنی، علمائے امت میں اہم شخصیت تھے۔"

ایک دوسرے مقام پر ان کے والد محترم اور ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وہ دونوں مدینہ منورہ کے جلیل القدر امام تھے۔"[4]

---

[1] سير أعلام النبلاء: 4/401-402-403 [3] فضل اهل البيت و حقوقهم، ص:35

[2] منهاج السنة النبوية: 4/52-53 [4] سير أعلام النبلاء: 6/255

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ "تذکرۃ الحفاظ" میں فرماتے ہیں:

"امام شافعی اور امام یحییٰ بن معین رحمہما اللہ نے ان کی ثقاہت کا کھلا اعتراف کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔"

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اتنے ثقہ ہیں کہ ان کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں۔" [1]

حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ: علامہ ابن سعد ان کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

"حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ روئے ارض پر سب سے زیادہ خوبصورت قریشی تھے۔ انتہائی وجیہ تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ سب سے بڑھ کر نفلی نماز کے شائق تھے، حتی کہ ان کی عبادت اور فضیلت کی بنا پر ان کو "سجاد" کہا جاتا تھا۔"

مزید فرماتے ہیں:

"وہ انتہائی معتبر اور ثقہ تھے البتہ احتیاطاً حدیث کی روایت کم کیا کرتے تھے۔" [2]

علامہ مزی رحمہ اللہ تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں کہ امام عجلی اور امام ابوزرعہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وہ انتہائی معتبر اور ثقہ تھے۔"

عمرو بن علی فرماتے ہیں:

"وہ انتہائی نیک اور شریف النفس تھے۔"

---

[1] تذکرۃ الحفاظ : 126/1

[2] الطبقات لابن سعد : 314-313/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حبان ﷫ نے ان کا تذکرہ ثقہ اور معتبر راویوں میں کیا ہے۔''[1]

علامہ ذہبی ﷫ ان کے حق میں یوں مدح سرا ہیں:

''سردار' امام' خلفاء کے باپ' ابو محمد' ہاشمی' سجاد۔ وہ علم و عمل' جسامت و خوبصورتی' قد و کاٹھ اور رعب و ہیبت کا مجسمہ تھے۔''[2]

---

[1] تهذيب الكمال : 347/13

[2] سير أعلام النبلاء : 252/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نویں فصل

اہل بیت کے بارے میں اہل سنت اور دیگر فرقوں کے عقیدے میں تقابل

گزشتہ ابحاث سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ افراط وتفریط سے محفوظ ہے' اس میں غلو ہے نہ تنقیص۔ وہ سب سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں' کسی کی تنقیص نہیں کرتے اور نہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔ گویا وہ صحابہ اور اہل بیت دونوں سے بیک وقت محبت رکھتے ہیں۔ بخلاف گمراہ فرقوں کے کہ وہ اہل بیت کے کچھ افراد سے تو محبت میں غلو کرتے ہیں مگر بہت سے اہل بیت اور دیگر صحابہ سے بغض رکھتے ہیں اور ان کی تنقیص کرتے ہیں۔ مثلاً وہ اہل بیت میں سے بارہ ائمہ کے بارے میں تو حد سے بڑھ جاتے ہیں یعنی حضرت علی' حسن وحسین رضی اللہ عنہم اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نو امام۔ جیسے کہ علامہ کلینی کی کتاب "الاصول من الکافی" کے چند ابواب ملاحظہ ہوں:

باب : ائمہ کرام علیہم السلام زمین میں اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے دروازے ہیں جن کے بغیر اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ (۱/۱۹۳)

باب : ائمہ علیہم السلام وہ علامات ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ (۱/۲۰۶) اس باب میں شیعی راویوں سے مروی تین روایات ہیں جن میں قرآن مجید کی آیت کریمہ ﴿وَعَلَامَاتٍ وَّ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾" کی یہ تفسیر بیان کی گئی ہے کہ "نجم" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور "علامات" سے ائمہ کرام مراد ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ائمہ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔ (۱-۱۹۴) اس باب میں بھی چند شیعی روایات ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث کی سند ابوعبداللہ امام جعفر صادق تک پہنچتی ہے، جس میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کی گئی ہے:

﴿ اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٣٥﴾ ﴾ (النور ۲٤/ ۳۵)

امام جعفر صادق کی طرف اس کی تفسیر یوں منسوب کی گئی ہے کہ "مشکوٰۃ" سے مراد حضرت فاطمہ ہیں۔ "مِصبَاحٌ" سے مراد حضرت حسن ہیں۔ "زُجَاجَة" سے مراد حضرت حسین ہیں۔ "کَوکَبٌ دُرِّيٌّ" سے بھی حضرت فاطمہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دنیا کی عورتوں میں روشن ستارے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ "شَرقِیة" سے مراد یہودیت اور "غَربِیة" سے مراد عیسائیت ہے۔ "زَیت" سے مراد علم ہے "نُور عَلٰی نُور" سے مراد ائمہ کرام ہیں جو یکے بعد دیگرے آئے۔ "لِنُورِہ" سے مراد بھی ائمہ کرام ہیں۔

باب : قرآن مجید میں مذکور لفظ "آیات" سے ائمہ کرام مراد ہیں۔ (۱/۲۰۷) اس باب میں ﴿وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَن قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ﴾ کی تفسیر میں کہا گیا ہے "آیات" سے مراد ائمہ کرام ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری آیت ﴿كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا﴾ میں "آیات" سے تمام اوصیاء مراد لیے گئے ہیں۔ گویا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آل فرعون پر اس لیے عذاب آیا کہ انہوں نے اوصیاء یعنی ائمہ کرام کی تکذیب کی تھی۔

باب : جن اہل ذکر سے اللہ نے پوچھنے کا حکم دیا ہے ان سے مراد ائمہ کرام ہیں۔ (۱/۲۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ (۲۱۶/۱)

اس باب میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ اَقْوَمُ﴾ کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے ائمہ کرام مراد ہیں کہ ان کی نصرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تم سے پختہ عہد لیا ہے۔

باب : جس نعمت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں کیا ہے اس سے ائمہ کرام مراد ہیں۔ (۲۱۷/۱) ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس نعمت سے مراد ہم ہیں قیامت کے دن جو شخص بھی کامیاب ہوگا ہمارے واسطے سے کامیاب ہوگا۔''

اسی طرح سورۂ رحمان کی مشہور آیت ﴿فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ کی تفسیر میں کہا گیا ہے: ''کیا تم نبی کو جھٹلاتے ہو یا وصی کو؟''

باب : لوگوں کے اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کرام پر پیش کیے جاتے ہیں۔ (۲۱۹/۱)

باب : ائمہ علیہم السلام کے پاس وہ تمام کتابیں تھیں جو کسی بھی دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں اور وہ باوجود زبانوں کے اختلاف کے ان سب کو جانتے پہچانتے تھے۔'' (۲۲۷/۱)

باب : مکمل قرآن مجید ائمہ علیہم السلام کے سوا کسی نے جمع نہیں کیا اور وہی اس کے مکمل علم کو جانتے ہیں۔ (۲۲۸/۱)

باب : ائمہ علیہم السلام وہ تمام علوم جانتے ہیں جو ملائکہ' انبیاء اور رسولوں کو معلوم تھے۔ (۲۵۵/۱)

باب : ائمہ علیہم السلام اپنی موت کا وقت جانتے ہیں اور وہ اپنے اختیار کے ساتھ فوت ہوتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ (۲۵۸/۱)

باب : ائمہ علیہم السلام ہر گزشتہ اور آئندہ کا علم رکھتے ہیں اور ان پر کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی۔ (۲۶۰/۱)

باب : اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی علم سکھایا وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو بھی سکھانے کا حکم دیا اور وہ آپ کے ہر علم میں شریک تھے۔

باب : لوگوں کے پاس جو بھی حق بات ہے وہ ائمہ علیہم السلام ہی کی طرف سے ان تک پہنچی ہے۔ اور جو ان کے واسطے سے نہیں ملی وہ باطل ہے۔ (۱-۳۹۹)

یہ تمام ابواب بہت سی شیعی روایات پر مشتمل ہیں۔ (یہ تمام حوالے اس ایڈیشن کے ہیں جو مکتبہ الصدوق طہران نے ۱۳۸۱ھ میں شائع کی ہے) یہ کتاب شیعہ کی انتہائی بلند مرتبہ کتب میں سے ایک ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں کتاب اور مؤلفِ کتاب کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ مؤلف کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی۔ یہ جو کچھ میں نے نقل کیا ہے ان کے متقدمین علماء کے اپنے ائمہ کے بارے میں غلو کا ایک نمونہ ہے۔

باقی رہا متاخرین کا ائمہ کے بارے میں غلو تو یہ ان کے ایک موجودہ دور کے امام خمینی کے اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے:

''امام علیہ السلام کے لیے ولایت اور حاکمیت کا ثبوت اس بات کا تقاضا نہیں کرتا ہے کہ وہ اس مرتبہ سے محروم ہو گیا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہے اور اس سے وہ عام حکمرانوں جیسا نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ امام کو اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل تعریف مقام اور بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ نیز اسے ایسی تکوینی خلافت حاصل ہوتی ہے کہ اس کی حکومت اور غلبے کے سامنے اس کائنات کا ذرہ ذرہ تابع فرمان ہوتا ہے اور یہ ہمارے مذہب کا لازمی اور قطعی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام کو وہ مقام حاصل ہے کہ اس تک نہ کوئی مقرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتہ پہنچ سکتا ہے نہ کوئی نبی اور رسول۔ اور ہمارے پاس ایسی کثیر روایات اور احادیث موجود ہیں' جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ جنابِ رسول اعظم ﷺ اور ائمہ علیہم السلام اس جہان کے وجود میں آنے سے قبل نور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عرش کے اردگرد مامور فرمایا اور ان کو وہ مرتبہ اور قرب نصیب فرمایا جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ معراج کی روایات کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تھا اگر میں ایک پور کے برابر بھی آگے ہو جاؤں تو جل جاؤں گا' جبکہ ہمارے ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے: ''بعض اوقات ہم اللہ تعالیٰ سے اس قدر قریب ہو جاتے ہیں کہ کسی مقرب فرشتے حتی کہ کسی نبی و رسول میں بھی اس کی ہمت نہیں ہوتی۔''①

کوئی عقل مند شخص اس جیسی باتیں سن کر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا:

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ ٱلْوَهَّابُ ﴿٨﴾ ﴾ (آل عمران۳/ ۸)

''اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو راہ راست سے ٹیڑھا نہ کر دینا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما' بلاشبہ تو ہی عطا کرنے والا ہے۔''

جس شخص میں کچھ بھی عقل و شعور ہے اسے یقین ہے کہ اس قسم کی باتیں جو نقل کی گئی ہیں' وہ ان ائمہ کرام پر بہتان اور صریح جھوٹ ہیں۔ یقیناً ائمہ عظام ایسی باتوں اور ایسے پیروکاروں سے بری اور بیزار ہیں۔

① الحكومة الإسلامية : ص : 52 من منشورات المكتبة الإسلاميه الكبرى – طهران

❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسویں فصل

اہل بیت کی طرف جھوٹی نسبت جوڑنا حرام ہے

بہترین نسب نبی ﷺ کا نسب مبارک ہے اور آپ ﷺ کی طرف نسبت بلند ترین نسبت ہے' جو اہل بیت کے واسطے سے ہو بشرطیکہ وہ نسب صحیح ہو۔ عرب وعجم میں بے شمار لوگ اس نسبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جو شخص واقعتاً اہل بیت میں سے ہو اور وہ صاحب ایمان بھی ہو اسے تو عظیم فضیلت حاصل ہے' کیونکہ اسے دو شرف حاصل ہیں۔ ایمان کا شرف بھی اور خاندانی شرف بھی۔ لیکن جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے اس نے ایک عظیم گناہ کا ارتکاب کیا' کیونکہ اس نے ایسی چیز کے حصول کا دعویٰ کیا جو اسے حاصل نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلاَبِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ»(صحيح مسلم، الأدب، باب النهي عن التزوير في اللباس وغيره ...، ح:٢١٢٩)

''جو شخص ایسی چیز کے حصول کا دعویٰ کرے جو اسے حاصل نہیں وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے جھوٹ کا لباس (یا جعلسازی والا لباس) پہن رکھا ہو۔''

بہت سی صحیح احادیث میں اپنے نسب کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی حرمت بیان کی گئی ہے ان میں سے ایک حدیث حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ، إِلاَّ كَفَرَ بِاللهِ، وَمَنِ ادَّعَىٰ قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّارِ» (صحيح البخاري، المناقب، باب، رقم الباب:٥، ح:٣٥٠٨ وصحيح مسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم: ياكافر!، ح:٦١)

''جو شخص جانتے بوجھتے ہوئے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور جو شخص ایسی قوم کی طرف نسبت کا دعویٰ کرے جن سے اس کا کوئی نسبی تعلق نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔''

صحیح بخاری میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِن أَعْظَمِ الْفِرَیٰ أَنْ یَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلٰی غَیْرِ أَبِیهِ، أَوْ یُرِيَ عَیْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ یَقُولَ عَلَی رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ یَقُلْ» (صحيح البخاري، المناقب، رقم الباب:٥، ح:٣٥٠٩)

''سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کی بجائے کسی اور کو اپنا باپ کہے یا جھوٹا خواب بنائے جو اس نے نہیں دیکھا یا رسول اللہ ﷺ کی طرف عمداً ایسی بات منسوب کرے جو آپ نے نہیں فرمائی۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو وقف اہل بیت یا معززین اہل بیت کے لیے مخصوص ہے اس سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کا نسب اہل بیت سے ثابت ہو نہ کہ جو بھی دعویٰ کرے۔''

دراصل ان سے یہ سوال کیا گیا کہ جو وقف اہل بیت معززین کے لیے مخصوص ہو تو کیا اس میں غیر معزز بھی شامل ہو سکتے ہیں؟ اور کیا وہ اس وقف سے کچھ لے سکتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''اگر تو وقف نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت یا اہل بیت کی کسی خاص نسل مثلاً: علوی'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمی، طالبی یا عباسی وغیرہ کے لیے ہو تو اس کا مستحق وہی شخص ہوگا جس کا نسب صحیح طور پر اہل بیت یا مخصوص نسل سے ثابت ہو۔ جو صرف دعویٰ کرے اور کوئی ثبوت پیش نہ کرے یا جس کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ اہل بیت سے نہیں ایسا شخص اس وقف سے کچھ نہیں لے سکتا خواہ وہ اہل بیت میں سے ہونے کا دعویٰ کرتا رہے، مثلاً: عبداللہ بن میمون قداح کی اولاد۔ علم الانساب کے ماہرین صاف جانتے ہیں کہ ان کا نسب اہل بیت سے صحیح ثابت نہیں۔ اس بات کی گواہی بہت سے اہل علم دے چکے ہیں، جن میں محدثین، فقہاء، اہل کلام اور اہل انساب شامل ہیں۔ اور اس بات کی اچھی طرح بحث و تحقیق ہو چکی ہے۔ اہل اسلام کی بہت سی کتابوں میں بھی یہ بات ذکر ہو چکی ہے بلکہ اسے متواتر کہا جا سکتا ہے۔

اسی طرح جو وقف "معززین" کے لیے ہو اس میں سے وہی لوگ حصہ لے سکتے ہیں جن کا نسب صحیح طور پر اہل بیت سے ثابت ہو۔ البتہ اگر کوئی شخص کسی مخصوص خاندان یا نسل کے لیے وقف کرے اس میں اہل بیت کی تخصیص نہ ہو تو وہی مخصوص خاندان یا نسل کے لوگ اس کے مستحق ہوں گے اور بنو ہاشم اس وقف کے مستحق نہ ہوں گے۔"[1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ "اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام و مرتبہ" نامی کتاب کی ابحاث یہاں مکمل ہو چکی ہیں۔ میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں ایسے کاموں کی توفیق عطا فرمائے جن سے اس کی رضامندی حاصل ہو، ہمیں اپنے دین حنیف کی صحیح سمجھ

[1] مجموعة الفتاوى لابن تيمية : 93-94/31

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطا فرمائے اور حق اور سچ پر ثابت قدم رکھے' یقیناً وہی دعاؤں کو سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اور نبی پاک حضرت محمد ﷺ' آپ کی آل ونسل اور آپ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمِین یَا رَبَّ الْعَالَمِین.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4473

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امت مسلمہ میں وحدت بین المسلمین کی آرزو ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ اس وحدت کے راستے میں حائل گمراہ افراد اور تحریکوں نے ہمیشہ خاندانِ نبوت کے حوالے سے افراط وتفریط سے کام لینے کی کوشش کی ہے۔

مقام مسرت ہے کہ محترم عبدالمحسن بن حمد العباد البدر نے اپنے ایک طویل تحقیقی خطاب میں اہل بیت کے مقام ومرتبہ کے موضوع پر اہل سنت کے حقیقی موقف کو پیش کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔

اِدارہ دار السلام نے اس اہم اور وقیع خطاب کے عربی متن کو بیک وقت اردو خواں اور فارسی داں حضرات کے لیے ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ ایک مشکل فن ہے مگر مترجمین نے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ایک صاف، سادہ، رواں اور شگفتہ ترجمہ پیش کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

یہ کتاب اس موضوع پر اصل حقائق کو جاننے کی ایک موزوں کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس علمی اور تحقیقی کاوش کو امت مسلمہ کی وحدت کو فروغ دینے میں ممد ومعاون بنائے۔ (آمین یارب العالمین)

دار السلام

کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

لندن • هیوسٹن • نیویارک